6 September
1965
علمیٔ فکری اور نظریاتی جدوجہد کا امین
نقیبِ طلبہ
اسلام آباد
NEWS LETTER
جلد نمبر 16
ستمبر، اکتوبر 2023
شمارہ نمبر 5
اے وطن! تو سلامت رہے
مخلوط نظام تعلیم! ایک ناسور
بسم اللہ الرحمن الرحیم
وإنك لعلى خلق عظيم
داماد رسول سیدنا ابوالعاص رضی اللہ عنہ
مولانا ارشاد احمدؒ کا سانحہ ارتحال

علمی، فکری اور نظریاتی جدوجہد کا امین

نقیبِ طلبہ

اسلام آباد

News Letter

MSO

جلد نمبر 16 | جولائی، اگست 2023 | شمارہ نمبر 4

فہرست مضامین

	عنوان	مضمون نگار	صفحہ
1	درس قرآن وحدیث	ادارہ	1
2	اے وطن تو سلامت رہے!!	ادارہ	3
3	انسانیت کے لیے احسان عظیم	مولانا طارق نعمان گڑنگی	4
4	یوم دفاع اور طلبہ کی ذمہ داریاں	ملک شہزاد بھکر	6
5	ولادت تا اعلان نبوت	ادارہ	8
6	داماد رسول، سیدنا ابوالعاص بن ربیعؓ	عبدالروف چوہدری	10
7	مخلوط نظام تعلیم، ایک ناسور	پروفیسر ذیشان احمد	13
8	مزاج شناسی	محمد توصیف خالد	15
9	محبت اہل بیت کورسز	ادارہ	17
10	ٹرین حادثہ اور ایم ایس او کے ابابیل	عادل انصاری	18
11	کروڑوں رحمتیں ہوں شیخ ارشادؒ پر	مولانا محمد سعد صاحب	19
12	معماران قوم اور ہماری ذمہ داریاں	محمد شاکر عزیز	22
13	صحابہ کرامؓ سابقہ امم کی نظر میں	بنت یامین سحر	24
14	تہذیبی کشمکش اور ہم	محمد سعد سعدی	27
15	کامیابی اور ذمہ داری	دانیال حسن چغتائی	29
16	اور کاروان بنتا گیا	ادارہ	31

ایڈیٹر

عبدالرؤف چوہدری

مجلسِ مشاورت

مولانا جہان یعقوب (ایڈیٹر اخبار المدارس کراچی)

مولانا عبدالقدوس محمدی (مذہبی سکالر)

سمیع ابراہیم (سینئر اینکر پرسن و پریزیڈنٹ بول نیوز)

رانا طاہر محمود (سینئر تجزیہ نگار، سابق ایڈیٹر اے آر وائی)

عبداللہ حمید گل

متین خالد (مصنف و مؤلف)

عبدالستار اعوان (صحافی و کالم نویس)

عظمت علی رحمانی (کالم نگار و صحافی)

خاور چوہدری (کالم نگار)

فیصل جاوید خان (صحافی)

مولانا عبدالرازق

عبدالباسط غفران

مجلسِ ادارت

شہزاد احمد عباسی

دانش مراد

مولانا محمد احمد معاویہ

مفتی تنویر احمد اعوان

قانونی مشیر

ملک مظہر جاوید ایڈووکیٹ (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

نیاز اللہ خان نیازی (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

سرکولیشن مینیجر عمر فاروق

قیمت فی شمارہ 60/- روپے صرف

naqeebetalaba.isb@gmail.com

+92 311 4233952

@Naqeeb_tulaba

Disigned by: Shakir Online Designing Shop

درس قرآن

محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ تعالی ہر چیز کو جاننے والے ہیں (احزاب)

درس حدیث

ہشام بن عامر کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہؓ سے عرض کیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں بتائیے، حضرت عائشہؓ نے پوچھا کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ میں نے کہا کیوں نہیں، حضرت عائشہؓ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلق قرآن تھا۔ (صحیح مسلم)

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دل میں آقا کی محبت کو بسا رکھا ہے
سبزِ گنبد کو نگاہوں میں سجا رکھا ہے
ہے ترے شہر میں جانے کی تمنا کب سے
اسی خواہش نے تو دیوانہ بنا رکھا ہے
اب تو منزل ہی مدینے کی وہ گلیاں ہوں گی
جن میں برکات کو قدرت نے سدا رکھا ہے
راہِ حق میں جو تکالیف اٹھائے اس کا
رب نے انعامِ وفا اپنی رضا رکھا ہے
جیسا ایمان صحابہ کا تھا رب نے اس کو
اب ہمارے لیے معیار بنا رکھا ہے
اپنے آقا کی شفاعت کی توقع ہے فضیلؔ
ہاں وگرنہ مرے اعمال میں کیا رکھا ہے

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اُن کو ملے گی خاص شفاعت رسولؐ کی
جو لوگ کر رہے ہیں اطاعت رسولؐ کی
وہ خوش نصیب لوگ تھے یا رب جہان میں
جن کو نصیب ہوگئی صحبت رسولؐ کی
میدانِ کربلا میں بھی تڑپی ہے اے خدا!
تسکینِ نورِ چشمِ بصیرت رسولؐ کی
کتنی ہے خوش نصیب تو اے بنتِؓ بوبکرؓ
تجھ کو ملی متاعِ محبت رسولؐ کی
دیکھا ہے فرشِ خاک پہ سوتا ہوا مگر
دیکھی ہے سرِ عرش بھی رفعت رسولؐ کی
صادق! میں ذات پاکؐ کی پھر کیا مثال دوں
ہے بے مثال صورت و سیرت رسولؐ کی

اداریہ

اے وطن تو سلامت رہے!!

وطن عزیز پاکستان میں بعض ایام تاریخی اعتبار سے بڑی اہمیت کے حامل ہیں اور ان کو ملک بھر میں بڑے جوش وجذبے سے منایا جاتا ہے۔ ان تاریخی ایام میں ایک 06 ستمبر بھی ہے جو اپنی ایک مستقل پہچان رکھتا ہے۔ یہ وہ تاریخی دن ہے جس میں وطن عزیز کی جغرافیائی سرحدوں کو محفوظ کیا گیا اور دشمن پر اپنی دھاک بٹھا دی گئی۔ اسے ''یوم دفاع'' کے نام سے جانا، پہچانا اور منایا جاتا ہے۔ 06 ستمبر وہ تاریخی دن ہے جب دشمن اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل اور وطن عزیز پر قابض ہونے کے مکروہ ارادے سے آگے بڑھ رہا تھا اور اس خوش فہمی میں مبتلا تھا کہ ہم فتح کے جھنڈے گاڑ کر ناشتہ پاکستان کے دل لاہور میں کریں گے۔ شاید وہ یہ بات بھول بیٹھے تھے کہ ہم اس قوم کو للکارنے جا رہے ہیں جس کی فوج ایمان اور جہاد فی سبیل اللہ کے جذبے سے سرشار اور پاک مٹی کی حفاظت کے لیے جان ہتھیلی پر لیے پھرتی ہے۔ یقیناً لائق تحسین ہیں ہمارے وہ فوجی جوان جنہوں نے دشمن کے ارادوں کو خاک میں ملا کر انہیں نہ صرف دم دبا کر بھاگنے پر مجبور کیا بلکہ اہلیان پاکستان سے بچنے کے لیے انہیں اقوام متحدہ سے اپنی جان کی بھیک مانگنی پڑی۔

6 ستمبر کا دن ہماری دفاعی اور عسکری تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ اس دن شجاعت و بہادری اور خود اعتمادی کی دولت سے مالا مال پاک فوج کے جری جوانوں نے سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے بہادر اور غیور پاسبانوں کی فہرست میں اپنا نام رقم کرایا اور وطن عزیز کی طرف میلی آنکھ سے دیکھنے والے دشمنوں کے اردوں کو خاک میں ملا دیا اور ان پر یہ واضح کر دیا کہ وطن عزیز کے دفاع کے لیے قوم کا بچہ بچہ سر دھڑ کی بازی لگانا اپنے لیے فخر سمجھتا ہے۔ 06 ستمبر کے دن اہلیان پاکستان اپنے ان قومی ہیروز اور بہادر افواج کو خراج تحسین و عقیدت پیش کرتے ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے وطن عزیز کے دفاع کا حق ادا کر دیا تھا۔ اور قابل فخر ہے پاکستانی عوام بھی جو مسلح افواج کی پشت پر سینہ تان کر متحد اور بے خوف وخطر کھڑی ہوگئی تھی۔

آج یوم دفاع کے موقع پر ایک بار پھر تجدید عہد کرتے ہیں کہ وطن عزیز کے دفاع و بقا کے لیے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے اور جب بھی ضرورت پڑی تو وطن عزیز کے لیے صف اول کا کردار ادا کریں گے۔ آیئے! وطن عزیز کی تعمیر و ترقی اور استحکام کی عظیم جدوجہد میں ہمارا ساتھ دیں تاکہ افتراق وانتشار کے ماحول میں اتحاد و اتفاق کی روایات کو فروغ مل سکے۔ والسلام

عبدالرؤف چوہدری، ایڈیٹر نقیب طلبہ اسلام آباد

انسانیت کے لیے اللہ کا احسانِ عظیم

مولانا محمد طارق نعمان گڑنگی

ماہ ربیع الاول میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد ہوئی، ظلمات سے نکل کر لوگ روشنی کی طرف سفر کرنے لگے، چور چوکیدار بن گئے، بچیوں کو زندہ درگور کرنے والے بچیوں کے محافظ و نگہبان بن گئے، یقیناً یہ اسی وقت ہوا جب تاریخ میں ایک انقلاب آیا، انقلاب بھی کسی کی بعثت کے ساتھ آیا، سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا واقعہ بلاشبہ انسانی تاریخ کا سب سے زیادہ انقلاب آفریں واقعہ ہے۔

انسانی دنیا تاریخ کے دوراہے پر کھڑی تھی، عرب میں ایک طرف جہالت، تاریکی، بدامنی اور قتل غارت گری کا دور دورہ تھا تو دوسری طرف عجم کے فرماں روا اپنی بادشاہت اور تہذیب وتمدن کی آڑ میں عوام الناس کا استحصال کر کے اپنے جذبہ جہاں گیری کو تسکین دے رہے تھے۔ انسانیت کا ضمیر نفس کے پنجہ میں سسک رہا تھا طاقتور کمزور کو اپنا غلام سمجھتا تھا اور کمزور محکومی کی حدوں سے گزر کر زور آوروں کی بندگی پہ مجبور ہو چکے تھے۔ عدل وانصاف اور اخلاقی اقدار کا جنازہ نکل چکا تھا لوگوں کے پاس آسمانی ہدایت کا کوئی قابل لحاظ نسخہ اپنی اصل شکل میں محفوظ نہیں تھا جو اس بحرانی کیفیت کا مداوا کر پاتا۔ اہل کتاب کے احبار ورہبان کی کاروباری ذہنیت کے نتیجہ میں وحی ربانی کا وہ چشمہ صافی بھی گدلا ہو چکا تھا جو ایسی مشکل گھڑی میں ان تشنہ لبوں کی سیرابی کا سامان کر سکتا۔ کل ملا کر انسانی دنیا ایسے اندھیرے میں بھٹک رہی تھی جہاں روشنی کا کوئی گزر نہ تھا۔ تاریخ کے اس دور کو دورِ جاہلیت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

لیل ونہار کی یہ گردشیں اس امر کی متقاضی تھیں کہ دنیا کے منظر نامہ پر ایک تاریخی انقلاب کا ظہور ہو۔ تاریخ کا مطالعہ یہ بتاتا ہے کہ جب انسانی دنیا اس قسم کے بحرانی حالات سے دوچار ہوئی ہے تو اس کارخانہ قدرت کے صانعِ حکیم نے تمدن کے گہوارہ کی حیثیت رکھنے والے مقامات پر ایسے افراد کو منصب نیابت پر مامور کیا جنھوں نے اپنی فوق العادت شخصیتوں کے ذریعہ اس ربع مسکون پر بسنے والے لوگوں کی رہبری کا فریضہ انجام دیا۔ چھٹی صدی عیسوی میں یہ حیثیت مکہ کو حاصل تھی جہاں عرب جیسی جفاکش بلند حوصلہ اور اولوالعزم قوم آباد تھی۔ عرب قوم کی شناخت گردونواح میں بعض خصوصیات کی بنا پر مسلم تھی۔ اس میں قیادت کی اہلیت اور جوہر دونوں چیزیں موجود تھیں اس میں حوصلہ اور عزم کا ٹھاٹیں مارتا سمندر موجزن تھا۔ اس کے اندر انقلاب آفرینی کی بھرپور صلاحیت موجود تھی۔ ایسے وقت میں عرب کے سب سے معزز اور مشہور قبیلہ قریش میں دنیا کے سب سے بڑے انسان کو اللہ تعالیٰ نے وجود بخشا جو آگے چل کر جہالت وضلالت کی تاریک رات میں آفتاب رسالت بن کر ابھرا اور بہت قلیل مدت میں اس کی جلوہ سامانی سے تمام شرق وغرب منور ہو گئے۔ شاعر نے کیا خوب یہ منظر کشی کی ہے

حضور آئے تو سر آفرینش پا گئی دنیا
اندھیروں سے نکل کر روشنی میں آ گئی دنیا
بجھے چہروں کا زنگ اترا، سُتے چہروں پہ نور آیا
حضور آئے تو انسانوں کو جینے کا شعور آیا

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا واقعہ بلاشبہ انسانی تاریخ کا

ایک ناقابل فراموش باب ہے آپ ﷺ کی آمد نے صفحہ ہستی پر جو انمٹ نقوش ثبت کئے ہیں وہ آج بھی اپنی الگ شناخت رکھتے ہیں۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا اعتراف بارہا کیا گیا اور رہتی دنیا تک کیا جاتا رہے گا۔ آپ ﷺ کی عظمت شان کے اعتراف کا دائرہ صرف مسلمانوں تک محدود نہیں ہے بلکہ اس میداں میں متعدد غیر مسلم شخصیتوں نے طبع آزمائی کی ہے۔ مشہور مصنف تھامس کارلائل نے اپنی کتاب ہیرو اینڈ ہیرو ورشپ میں کمالات محمدی کا اعتراف کیا ہے۔ امریکہ سے تعلق رکھنے والے تاریخ داں اور ماہر فلکیات ڈاکٹر مائکل ہارٹ نے اپنی مایہ ناز تصنیف تاریخ کی سو انتہائی متاثر کن شخصیات میں آپ ﷺ کو سرفہرست تسلیم کیا ہے۔ دنیا میں بڑے لوگ بہت ہوئے ہیں مگر جو جامعیت آپ ﷺ کو حاصل ہے اس کی کوئی دوسری مثال پیش کرنے سے دنیا کی تاریخ عاجز ہے۔ آپ ﷺ کی دعوتی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جو بجائے خود ہمارے لیے ایک نمونہ عمل نہ ہو قرآن کا بیان ہے۔ البتہ تحقیق ہے تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ (القرآن) اللہ پاک نے نبی پاک ﷺ کو سارے جہاں کے لیے رحمت بنا کر بھیج دیا فرمایا۔ اے نبی ہم نے آپ جہاں کے لیے رحمت ہی رحمت بنا دیا (القرآن)

کسی نے کیا خوب شانِ رسالت میں ایک نقشہ کھینچا ہے کہ۔ رحمۃ للعلمین آپ کا جبہ ہے اور خلقِ عظیم آپ ﷺ کا تاج ہے۔ صداقت اور امانت آپ ﷺ کے لباس کا تانا بانا ہے۔ خوش خلقی کا رنگ آپ ﷺ کی فطرت حسنہ میں جلوہ گر ہے۔ حق کا نورانی حلقہ آپ ﷺ کے سینہ مبارک کے گرد جگمگ جگمگ کرتا ہے۔ اللہ کا نور آپ ﷺ کے قلب صادق میں جمال آرا ہے۔ معرفت کا سرور آپ ﷺ کی کالی سرخ ڈوروں والی آنکھوں سے مترشح ہے۔ آپ ﷺ مجسم حق ہیں۔ آپ ﷺ تفسیر قران ہیں۔ جب آپ ﷺ گفتگو کرتے ہیں تو جیسے پھول جھڑتے ہیں۔ آپ ﷺ تبسم فرماتے ہیں تو دلوں کی فوج اسیرِ محبت ہو جاتی ہے۔ آپ ﷺ ادب سکھلانے والے ہیں۔ آپ ﷺ کی محفل سراپا ادب ہے۔ آپ ﷺ برتری کا مظاہرہ نہیں کرتے۔ آپ ﷺ سراپا رحمت ہیں جو بیٹھتے ہیں تو سب کے برابر، جو چلتے ہیں تو سب کے درمیان۔ آپ ﷺ کی خاموشی میں ایک کائنات جذب ہے۔ آپ ﷺ کی گفتگو پھولوں کی ایک جنت ہے۔ آپ ﷺ کی محفل موتیوں بھرا دریا ہے۔ آپ ﷺ خاموشی اختیار کرتے ہیں تو کائنات خاموش ہو جاتی ہے۔ آپ ﷺ تبسم فرماتے ہیں تو سدا بہار باغ کھل جاتے ہیں۔ فرشتے جن کی خوشہ چینی کرتے ہیں۔ آپ ﷺ اللہ کے کلام کی جب تلاوت فرماتے ہیں تو کائنات مسحور ہو جاتی ہے۔ آپ ﷺ افسردہ ہوتے ہیں تو جہاں افسردہ ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ غمزدہ ہوتے ہیں تو جہاں آپ ﷺ کے ساتھ غمزدہ ہوتا ہے۔ آپ ﷺ تبسم فرماتے ہیں تو کائنات مسکراتی ہے۔ آپ ﷺ روتے ہیں تو کائنات روتی ہے۔ آپ ﷺ ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے ہیں تو کائنات کانپتی ہے۔ آپ ﷺ پیکرِ عفو ہیں۔ آپ ﷺ مظہر رحمت ہیں۔ دوست پر رحمت فرماتے ہیں تو دشمن کو درگزر کرتے ہیں۔ آپ ﷺ حلم کے نورانی مینار ہیں تو شفقت کے پھول ہیں۔ آپ ﷺ وعدہ کرتے ہیں تو ہر قیمت پر ایفا کرتے ہیں۔ کوئی امر سخت ناپسندیدہ وقوع پزیر ہو تو سینہ بے کینہ میں رنجیدگی کا کچھ ایسا تموج پیدا ہوتا ہے کہ آبروں کے درمیان سے اٹھتی ہوئی وہ رگ جو آپ ﷺ کی جبین مبارک سے مانگ تک جاتی ہے پھول جاتی ہے۔ مگر ناپسندیدگی ذات کے لئے نہیں کسی اصول کے لئے ہوتی ہے۔ آپ ﷺ چلتے ہیں تو راستے میں ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کی خیریت پوچھ رہے ہیں اور شفقتیں فرما رہے ہیں

ہمیں وہ اپنا کہتے ہیں محبت ہو تو ایسی ہو
ہمیں نظروں میں رکھتے ہیں عنایت ہو تو ایسی ہو

پیارے نبی ﷺ کا اخلاق عالیہ کو دیکھ کر کئی لوگ حلقہ اسلام میں داخل ہوئے حضور اقدس ﷺ کسی سفر میں تھے، ایک بکری پکانے کی تجویز ہوئی (بقیہ صفحہ نمبر 7 پر)

یومِ دفاع اور طلبہ کی ذمہ داریاں

ملک شہزاد، بھکر

پاکستان وہ سرزمین ہے جو کہ ایک نظریئے پر وجود میں آئی۔اس سے قبل اور اس کے بعد اس قدر منظم نظریات کی حامل دھرتی اس روئے زمین پر بسنے والے انسان نے نہیں دیکھی۔ پاکستان کو ثانی ریاست مدینہ بھی کہتے ہیں۔ پاکستان وہ واحد زمین کا ٹکڑا ہے جس کے حصول کے لیے سب سے زیادہ قربانیاں پیش کی گئیں۔ یہ قانون فطرت ہے کہ جس کے لیے جتنی زیادہ قربانیاں دی جاتی ہیں وہ چیز اتنی چمکتی ہے اور بالکل اسی طرح پاکستان بھی نہ صرف عالم اسلام میں بلکہ پوری دنیا میں ایک معتبر ملک بن کر ابھرا بلکہ اسلام کی طاقت بنا اور ریاست مدینہ کے بعد آج بھی سب سے زیادہ چاہا جانے والا اسلامی مملک ہے۔ چاہے دین کے چشمے ہوں یا دفاع اسلام کے لیے دی جانے والی قربانیاں ہوں ان سب کا تعلق سب سے زیادہ اس دھرتی ماتا سے ہے، جس کے حصول سے لے کر اب تلک قربانیاں ہی قربانیاں دی جارہی ہیں۔ آج بھی باطل اس ارض وطن کو جس کو پاک دھرتی کہتے ہیں سے خوف کھاتا ہے۔

وطن عزیز کی یہی عظمت دیکھ کر ہمارا پڑوسی ملک ہم سے خفا اور نالاں ہے، اس کی بلندی اور عظمت کو تہہ تیغ کرنے کے لیے سرزمین ہنود نے متعدد بار اور متعدد مقامات پر ہرزہ سرائی کی۔ ان میں سے ایک 6 ستمبر 1965 بھی ہے جب دشمن نے ملک کو سوتا ہوا سمجھ کر تہجد کے وقت نماز فجر سے قبل سرزمین دل پاکستان پر حملہ کر دیا اور بی آر بی نہر کے پاس آ کر اپنے ٹھکانے لگا دیئے۔ انڈین جنرل کا خواب تھا کہ صبح کا ناشتہ ہم لاہور میں کریں گے، مگر وہ اس بات سے واقف ہونے کے باوجود کہ یہ اپنی جان سے زیادہ اپنی آن کی حفاظت کرنے والی قوم ہے، آگے بڑھتے چلے آئے اور ان کا سامنا راجہ عزیز بھٹی سے ہوا جس نے انہیں پانچ دن لگاتار نہر کے دوسری طرف روکے رکھا اور آخر کار فتح کے جھنڈے گاڑھتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔ یہاں پر چند سپاہیوں نے انڈیا کی ایک بھاری نفری کو دھول چٹائی جس میں نہ صرف افواج پاکستان بلکہ لوگوں نے بھی بھرپور حصہ لیا۔ اس کے ساتھ ہی انڈین بزدلوں نے سمندر کا رخ کیا تو ایک ہی آبدوز کے باوجود پاک بحریہ نے ان کو پیچھے بھاگنے پر مجبور کر دیا، یہی نہیں بلکہ سیالکوٹ میں چونڈہ کے مقام پر ہزاروں ٹینکوں سے حملہ آور ہونے والے بھارتی سورماؤں سمیت دنیا کا ٹینکوں کا سب سے بڑا قبرستان بنا دیا۔ اس کے ساتھ انڈین فضائیہ نے فضاء سے پاکستان پر حملہ کرنا شروع کر دیا تب ان کا سامنا پاکستان کے سپوت محمد محمود عالم سے ہوا۔ محمد محمود عالم نے ایک ہی وار میں پانچ بھارتی طیاروں کو مار گرایا اور ورلڈ ریکارڈ قائم کر دیا۔ اس طرح تعداد میں کئی گنا زیادہ ہونے کے باوجود انڈیا کو خاک چاٹنے پر مجبور کر دیا۔ آخر کار انڈیا کو بھکاری بن کر اقوام متحدہ کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑا اور 17 روز جاری رہنے والی جنگ 23 ستمبر کو ہندوستان کی شکست پر تمام ہوئی۔ 6 ستمبر وہ دن تھا جب دنیا پر حقیقت میں پاکستان کی دھاک بیٹھ گئی اور یہ دھاک آج بھی قائم ہے جبکہ سرزمین لا الہ الا اللہ اس وقت ایٹمی پاور بھی بن چکی ہے۔ اسی وجہ سے 6 ستمبر کو ہر سال یوم دفاع پاکستان منایا جاتا ہے۔ اس جنگ اور جیت کو یقینا پاکستان کے مستقبل کے معماروں سے جوڑنا ہوگا طلبہ کو ان کا سنہرا ماضی یاد دلا کر اس ملک کے لیے کارہائے نمایاں

سرانجام دینے کے لیے تیار کرنا ہوگا۔یوم دفاع منانے کا مقصد جہاں ایک طرف خوشی کا پیغام ہے وہیں ہر وقت مستعد اور بیدار رہنے کے لیے کھلی آنکھوں سے خواب دیکھنے ہوں گے۔وطن عزیز کے طلبہ کو اپنے سنہرے ماضی کو یاد کر کے اس کو مزید سنہرا بنانا ہوگا وگرنہ اپنے اسلاف کا راستہ بھولنے والے اپنی ناکامی کو خود ہی دعوت دیتے ہیں۔کوئی تو وجہ تھی کہ ان چند نہتے لوگوں کے لیئے فرشتے نصرت کو اترتے رہے اور انڈیا یہ کہنے پر مجبور ہوگیا کہ وہ سفید لباسوں والی افواج کون تھی۔اس کے برعکس اگر اپنے اکابر کے نقش قدم پر نہ چل سکے تو پھر ہماری ناکامی میں کوئی تردد نہیں اور نہ ہی پھر کوئی فرشتہ مدد کو آئے گا۔جیسے اقبال نے ہمیں آگاہ کیا تھا

گنوا دی ہم نے اسلاف سے جو میراث پائی تھی
ثریا سے آسماں نے زمین پہ ہم کو دے مارا

ان مستقبل کے معماروں کے بارے میں قائداعظم کا نقطہ نظر بڑا واضح تھا۔ایک مرتبہ ڈھاکہ میں طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ "تم کسی جماعت کا حصہ نہ بنو اب ایک انقلابی تبدیلی رونما ہو چکی ہے لہذا ہمیں آزاد اقوام کے افراد کی طرح اپنے معاملات کا انتظام کرنا چاہیے"۔ لہذا یوم دفاع منانے کا مقصد محض خوشی اور جشن نہیں بلکہ اس کے لیے مزید کام کرنا ہوگا اور ملک کو ناقابل تسخیر بنانے کے لیے نوجوانوں بالخصوص طلبہ کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ورنہ ایسا نہ ہو کہ صدیوں ہندوستان پر حکومت کرنے والے مسلمان چند چھوٹے لشکروں کے ہاتھوں شکست کھا کر انہی سے اپنی آزادی کی جنگ لڑیں، جیسا کہ آج پاکستان میں یہی ہو رہا ہے۔آج ہم اپنوں سے ہی برسرپیکار ہیں اور خود سے ہی آزادی چاہتے ہیں جو باہم یکجا ہیں میں آخر میں یہی امید لگاؤں گا کہ

گلشن کو اک بار پھر سے سجائیں گے
دشمن کو ان کے ہی خون نہلائیں گے
اٹھ نہ پائے گی تلوار ان سے شہزاد
ان کے ارادے یونہی خاک میں ملائیں گے۔

بقیہ: انسانیت کے لیے اللہ کا احسانِ عظیم

ایک شخص نے کہا کہ اس کا ذبح کرنا میرے ذمہ ہے۔دوسرا بولا کہ اس کی کھال کھینچنا میرے ذمہ۔تیسرے نے کہا اس کا پکانا میرے ذمہ۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ لکڑیاں اکٹھا کرنا میرے ذمہ۔آپ کے رفقا نے عرض کی کہ حضور! یہ بھی ہم ہی آپ کی طرف سے کرلیں گے۔آپ نے فرمایا کہ ہاں! مجھے معلوم ہے کہ تم میری طرف سے کرلو گے، لیکن مجھے یہ بات ناگوار ہے کہ میں اپنے رفیقوں سے امتیازی شان میں رہوں اور اللہ پاک کو بھی ناپسند ہے اپنے بندے کی یہ بات کہ وہ اپنے رفیقوں سے امتیازی شان میں رہے، پھر آپ ﷺ تشریف لے گئے اور خود لکڑیاں جمع فرمائیں۔

امتیازی شان اختیار کرنا اور کو لوگوں سے کام کروانا اور خود ہٹ کر بیٹھ جانا نبی پاک ﷺ کا پسند نہیں تھا۔آپ گھریلو کام میں بھی ازواجِ مطہرات کے ساتھ ہاتھ بٹایا کرتے تھے زندگی گزارنے کا سلیقہ آپ ﷺ نے امت کو سکھایا۔اس امت کی خاطر نبی پاک ﷺ نے راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں کیں اب ہمیں چاہیے کہ ان دعاؤں کی لاج رکھتے ہوئے اعمال وافعال نبی علیہ السلام کے طریقوں کے مطابق کریں جنت میں جانے کا یہی طریقہ ہے

اگر جنت میں جانے کا ارادہ ہے تمامی کا
تو گلے میں طوق ڈال محمد (ﷺ) کی غلامی کا

اللہ پاک ﷺ کے مبارک طریقوں کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے (آمین بحرمۃ سید الانبیاء والمرسلین)

مرد کے لیے کفو کیا ہے؟

شریعت محمدی ﷺ میں شادی سے پہلے چھ چیزوں کا اعتبار ہے۔ حسب نسب (2) اسلام (3) پیشہ (4) حریت (آزاد ہونا) (5) دیانت (6) مال۔

ولادت تا اعلانِ نبوت

سن 571عام الفیل:

☆...نبی کریم ﷺ کے والد عبداللہ بن عبدالمطلب کی وفات بعمر 25 سال ہوئی۔

☆...کعبہ منہدم کرنے کے لیے ابرہہ کا ہاتھیوں کے ساتھ حملہ۔

21یا22اپریل بروز پیر 9یا12ربیع الاول:

☆... نبی اکرم کی ولادت باسعادت ہوئی۔

575ء:

☆...بنوسعد کے علاقہ میں چار سال کی عمر میں شق صدر کا واقعہ پیش آیا۔

577ء:

☆...چھ سال کی عمر میں اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ مدینہ منورہ کا سفر۔

☆...چھ سال کی عمر میں مقام ابواء پر والدہ محترمہ کی وفات۔

☆...ام ایمن کے ہمراہ مکہ مکرمہ واپسی۔

☆...بعد وفات والدہ محترمہ اپنے دادا عبدالمطلب کی کفالت میں آنا۔

579ء:

☆... نبی اکرم ﷺ کی عمر 8 سال 2 ماہ دس دن آپ کے دادا عبدالمطلب کی وفات۔

☆...8 سال 2 ماہ دس دن کی عمر میں چچا ابوطالب کی کفالت میں آنا۔

583ء:

☆...بارہ سال کی عمر میں چچا کے ہمراہ ملک شام کا سفر۔

☆...بحیرہ راہب سے ملاقات، اور اس نے آپ کا مبارک ہاتھ پکڑ کر کہا یہ تمام جہانوں کا سردار ہے، یہ تمام جہانوں کے رب کا رسول ہے جسے اللہ تعالیٰ رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجیں گے۔

591ء:

☆...مشرک سردار عاص بن وائل کی یمنی تاجر کے ساتھ زیادتی کے بعد بیس سال کی عمر میں اپنے چچاؤں کے ساتھ معاہدہ حلف الفضول میں عبداللہ بن جدعان کے گھر شرکت جس میں طے کیا کہ: (1) ہم اپنے وطن مکہ میں امن قائم کریں گے۔ (2) ہم مسافروں کے ساتھ زیادتی نہیں ہونے دیں گے۔ (3) ہم غریبوں کی مدد کریں گے۔ (4) اور کسی طاقت ور کو کسی کمزور پر ظلم نہیں کرنے دیں گے۔

596ء:

☆...حضرت خدیجہ کا مال لے کر سفر تجارت کی غرض سے ملک شام جانا۔

☆...25 سال کی عمر میں سیدہ خدیجہ سے نکاح، حضرت خدیجہ کی عمر 40 سال تھی۔

606ء:

☆...کعبہ کی تعمیر نو اور حجر اسود کو نصب کرنے کے لیے تمام قبائل کا آپ کو فیصل بنانے پر اتفاق، اس وقت آپ کی عمر مبارک 35 سال تھی، آپ نے حجر اسود رکھنے کا ایسا فیصلہ کیا کہ مکہ کے قبائل ایک خونریز جنگ سے بچ گئے۔

609ء:

☆...غار حرا کو عبادت کے لیے مخصوص کرنا اور تشریف لے جانا۔

☆...سچے خواب دیکھنا۔ آپ کی خدمت میں پتھر کا سلام عرض کرنا۔

☆...**نبوت کا پہلا، دوسرا اور تیسرا سال:** 10 اگست 610ء غار حرا میں وحی کا نزول، حضرت خدیجہؓ کے ہمراہ ورقہ بن نوفل کے ہاں جانا، جس نے کہا تھا نبی کریم ﷺ کے پاس وہی ناموس آیا ہے جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تھا۔

☆... پہلے دن حضرت خدیجہؓ، حضرت ابوبکر، حضرت علی، زید بن حارثہ رضی اللہ عنھم اجمعین کا قبول اسلام

☆... **خفیہ دعوت کا آغاز:** حضرت عثمان، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنھم اجمعین کا قبول اسلام۔

☆... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیوں، چچی ام الفضل لبابۃ الکبریٰ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بہن فاطمہ بنت خطاب کا قبول اسلام

☆... عبیدہ بن حارث سعید رضی اللہ عنہ بن زید، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ، ارقمؓ بن ارقم عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون کا اپنے دو بھائیوں سمیت قبول اسلام جعفر بن ابی طالب، خباب بن ارت عبداللہ بن مسعود اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنھم اجمعین کا قبول اسلام۔

4 نبوی:

☆... آیت فاصدع بما تؤمر اور وانذر عشیرتك الاقربین کے نزول کے بعد اعلانیہ دعوت اور سگے چچا ابولہب کے توہین آمیز رویئے کے بعد سورۃ تبت کا نزول، ورقہ بن نوفل کا انتقال اور سیدہ عائشہ کی ولادت۔

5 نبوی:

☆... رجب میں حبشہ کی پہلی ہجرت جس میں 12 مرد اور 4 عورتیں تھیں، ان میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تھیں۔

☆... رمضان میں بیت اللہ کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشرکین مکہ کی موجودگی میں سورۃ نجم کی تلاوت اور آخری آیت پر پوری مشرک قیادت کا بے خود ہوکر سجدہ کرنا، مہاجرین حبشہ کی اس سجدہ کی وجہ سے یہ سمجھ کر کہ پورا مکہ مسلمان ہوگیا ہے۔ شوال میں واپسی، ذیقعد میں 82 مردوں اور 18 عورتوں پر مشتمل دوسری ہجرت، حبشہ ابوجہل کے ہاتھوں سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کی شہادت یہ اسلام میں پہلی شہادت ہے، بیت اللہ شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کرتے ہوئے مشرک قیادت کے ہاتھوں حارث رضی اللہ عنہ بن ابی ہالہ کی شہادت یہ مردوں میں سے پہلے شہید ہیں۔

6 نبوی:

☆... حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام اور ان کے تین دن بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام، عفراء بنت عبید کے 7 بیٹوں کا قبول اسلام ان میں سے 2 (عوف اور معاذ رضی اللہ عنھم اجمعین) بدر میں شہید ہوگئے اسی معاذؓ نے ابوجہل کو قتل کیا۔

☆... قریش کے سفیر عمرو بن عاص کی نجاشی شاہ حبشہ سے ملاقات کہ مہاجر مسلمانوں کو واپس لاسکے، مسلمانوں کے بائیکاٹ کی دستاویز کی تیاری۔

7 نبوی: ☆... یکم محرم سے شعب ابی طالب میں مسلمانوں کی قید کا آغاز

8 سے 9 نبوی:

☆... بنو ہاشم اور بنو مطلب مسلسل قید و بند میں معاشی اور معاشرتی بائیکاٹ کا شکار، بنو ہاشم کے بچوں کی بھوک کی وجہ سے رونے کی آوازیں مکہ میں گونجتی رہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین نے چمڑا تک جلا کر کھایا دو جہاں کے بادشاہ مسلسل کئی روز بھوکے رہے، بیت اللہ میں آویزاں بائیکاٹ کے معاہدے کو دیمک چاٹ گئی، ابوطالب کا ابوجہل کو چیلنج کہ اگر میرے بھتیجے کی بات غلط نکلی تو آپ کے حوالے کردوں گا۔

☆... **نبوت کا دسواں سال:** یکم محرم کو شعب ابی طالب سے آزادی۔

☆... رجب میں جناب ابوطالب کی وفات اور رمضان میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات اسی لیے اس سال کو عام الحزن (غموں کا سال) قرار دیا گیا۔

☆... حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہ سے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح شوال میں ہوا۔

☆... اسلام کی دعوت کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سفر طائف جون کے آغاز میں زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کے ہمراہ 60 میل پیدل سفر، طائف میں 10 دن قیام کے دوران بنو ثقیف کے سرداروں کا ظلم، واپسی پر جنات کے وفد سے ملاقات۔

☆... معجزہ شق قمر

(بقیہ صفحہ نمبر 16 پر)

داماد رسول سیدنا ابو العاص بن الربیع رضی اللہ عنہ

عبدالرؤف چوہدری

تین خوش نصیب حضرات ایسے ہیں جن کے عقد میں پیغمبر اسلام کی صاحب زادیاں آئیں اور انہیں نبی آخر الزماں ﷺ کی دامادی کا شرف عطا ہوا۔ وہ تین حضرات سیدنا عثمان غنی، سیدنا علی المرتضیٰ اور سیدنا ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہم ہیں۔ مذکورہ سطور میں ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے داماد حضرت ابوالعاص بن ربیعؓ کا تذکرہ خیر کریں گے۔

سیدنا ابوالعاص بن ربیع کا نام مشہور روایت کے مطابق ''لقیط'' اور کنیت ''ابوالعاص'' تھی۔ اسی کنیت سے ہی آپ نے شہرت پائی اور آج اسی نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ بنو ہاشم کے بعد قریش کی سب سے زیادہ عزت وعظمت رکھنے والی شاخ ''بنوامیہ'' سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب کچھ یوں ہے: ''ابوالعاص بن ربیع بن عبدالعزی بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی۔'' عبد مناف پر آپ کا سلسلہ نسب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے سے جاملتا ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام ہالہ بنت خویلد تھا جو ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی سگی بہن تھیں اور دولت ایمان سے بہرہ ور ہوئیں۔ اس نسبت سے سیدنا ابوالعاصؓ ام المومنین سیدہ خدیجہؓ کے بھانجے ہوئے۔

آپ نہایت عقل مند، نڈر و بہادر اور خوش اخلاق جیسی صفات سے متصف تھے۔ قریش کے صاحب ثروت لوگوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ ابن اثیر کی ایک روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح لوگ آپ کو بھی ''امین'' کے لقب سے پکارتے تھے۔ آپ کا پیشہ تجارت تھا اور اس میں خوب مہارت رکھتے تھے۔ جب بھی اپنا سامان لے کر تجارت کے لیے روانہ ہوتے تو لوگ آپ کی دیانت وامانت داری کی وجہ سے اپنا سامان بھی سیدنا ابوالعاص کے سپرد کر دیتے تھے۔

سیدہ خدیجہؓ نے اپنی سب سے بڑی بیٹی سیدہ زینب بنت محمد سلام اللہ علیہا کے لیے اپنے لائق وفائق بھانجے کا انتخاب کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی سے یہ رشتہ طے پایا۔ یہ رشتہ اور نکاح بعثت نبوی سے قبل ہو چکا تھا۔ نبی مکرم ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو سیدہ زینب نے بھی اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ ہی اسلام قبول کر لیا لیکن آپ کے شوہر حضرت ابوالعاص نے اس وقت اسلام قبول نہ کیا۔ اسلام قبول نہ کرنے کے باوجود آپ نے کبھی بھی سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کو تکلیف دی نہ کبھی پریشان کیا۔ قریش نے سیدنا ابوالعاص پر بہت زور دیا کہ ابولہب کی طرح تم بھی محمد کی بیٹی کو طلاق دے دو، تم جہاں چاہو گے ہم تمہارا نکاح کر دیں گے، لیکن ابوالعاص نے صاف انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ زینب جیسی شریف عورت کے مقابلے میں دنیا کی کسی عورت کو پسند نہیں کرتا۔ قریش نے جب رسول کریم ﷺ اور آپ کے جانثاروں اور اہل خانہ کو شعب ابی طالب میں محصور کیا تو سیدنا ابوالعاص کبھی کبھار چھپ چھپ کر ان حضرات کو اشیائے خوردونوش پہنچا آتے تھے۔

رسول مدنی کریم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ چلے گئے تو دو ہجری میں غزوہ بدر پیش آیا۔ ابوالعاص اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، کفار مکہ کے اکسانے پر مشرکین کی طرف سے لشکر میں شریک ہوئے

لیکن دوران جنگ میدان بدر سے گرفتار ہو گئے۔ اہل مکہ نے اپنے عزیز واقارب کی رہائی کے لیے جب فدیہ بھیجا تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابوالعاص بن کے بھائی کے ہاتھ وہ ہار بھیجا جوان کی پیاری والدہ محترمہ امی خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا نے شادی پر جہیز میں دیا تھا۔ جب حضرت ابوالعاص کا نام آیا تو بطور فدیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں وہ ہار پیش کیا گیا۔ گویا یہ ہار چیخ چیخ کر بتا رہا تھا کہ آپ کی پیاری لخت جگر کے پاس اس ہار کے علاوہ کچھ تھا ہی نہیں جو وہ اپنے شوہر کے فدیہ کے طور پر پیش کر سکتیں۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب وہ ہار دیکھا تو برسوں پہلے بچھڑ جانے والی غم گسار بیوی کی یادیں امڈ آئیں اور آنکھوں میں نمی اتر آئی، میرے اور آپ کے آقا آبدیدہ ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وفاداروں، جانثاروں اور پیاروں سے فرمایا اے میرے یارو اور وفادارو! اگر تم چاہو تو زینب کا ہار واپس کر دیں اور ان کے شوہر کو بھی رہا کر دیں۔ یہ جانثار تو اپنے آقا و مولا کی پلکوں کے اشاروں پر اپنے گردنیں کٹوا دیتے تھے تو آقا کی رضا کے خلاف کیسے جا سکتے تھے۔ فوراً سر خم تسلیم کرتے ہوئے گردنیں جھکائیں اور بیک زبان بولے یا رسول اللہ! ہم آپ کی رضا پر راضی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوالعاص کو رہا کرتے وقت یہ وعدہ لیا کہ واپس جا کر فوراً میری بیٹی زینب کو مدینہ بھیج دیں گے۔

حضرت ابوالعاص نے وعدہ وفا کیا اور سیدہ زینب کو مدینہ جانے کی اجازت دیتے ہوئے اور اپنے بھائی کنانہ بن ربیع کے ہمراہ روانہ کر دیا۔ آپ کی بیٹی کا یوں اعلانیہ ہجرت کرنا مشرکین مکہ پر بہت شاق گزرا

اہل مکہ نے اپنے عزیز واقارب کی رہائی کے لیے جب فدیہ بھیجا تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابوالعاص بن کے بھائی کے ہاتھ وہ ہار بھیجا جوان کی پیاری والدہ محترمہ امی خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا نے شادی پر جہیز میں دیا تھا۔ جب حضرت ابوالعاص کا نام آیا تو بطور فدیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں وہ ہار پیش کیا گیا۔ گویا یہ ہار چیخ چیخ کر بتا رہا تھا کہ آپ کی پیاری لخت جگر کے پاس اس ہار کے علاوہ کچھ تھا ہی نہیں جو وہ اپنے شوہر کے فدیہ کے طور پر پیش کر سکتیں۔

مذہبی اصول

مذہب کی خوبیاں اسے قائل نہ کر سکیں،
بس ایک ہی اصول پہ قربان ہو گیا،
جوں ہی سنا کہ چار بھی جائز ہیں بیویاں،
فوراً وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا!!!

شاعر: نامعلوم

اور انہوں نے ذی طوی میں روک لیا اور کہا کہ ہم کو محمد کی بیٹی کو روکنے کی ضرورت نہیں لیکن ان کا یوں اعلانیہ جانا ہمارے لیے ذلت کا سبب ہے لہذا اس وقت واپس چلو اور رات کے کسی وقت لے جانا۔ کنانہ نے اسے منظور کر لیا اور تین دن بعد رات کو لے کر روانہ ہوئے اور بطن یاجج میں زید بن حارثہ اور ایک دوسرے صحابی کے سپرد کر دیا اور یوں یہ قافلہ تقریباً ایک ماہ بعد مدینہ پہنچ گیا۔

سیدنا ابوالعاص ایک عرصہ تک مکہ میں مقیم رہے اور اسلام قبول نہیں کیا۔ فتح مکہ سے قبل بغرض تجارت شام کی طرف روانہ ہوئے چونکہ امانت و دیانت میں مشہور تھے اس لیے بہت سے لوگوں نے اپنا سامان بھی ساتھ روانہ کر دیا۔ شام سے واپسی پر مسلمانوں کے ایک قافلے سے ٹکراؤ ہو گیا تو انہوں نے سارا مال و متاع ضبط کر لیا، ابوالعاص چھپ کر مدینہ میں حضرت زینب کے پاس جا پہنچے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صبح کی نماز کے

لیے تشریف لے جارہے تھے تو سیدہ زینب نے عورتوں کے چبوترے سے آواز دی اے لوگو! میں نے ابوالعاص بن ربیع کو پناہ دی ہے۔

رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا: اے لوگو! کیا تم نے بھی وہ سنا جو میں نے سنا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں سنا ہے۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھے اس کا علم نہیں جو اور جس وقت آپ نے سنا وہی میں نے سنا، خوب سمجھ لیجیے کہ مسلمانوں کا ادنی سے ادنی بھی پناہ دے سکتا ہے۔

یہ فرما کر بیٹی کے گھر تشریف لے گئے اور بیٹی سے فرمایا اے بیٹی! اس کا اکرم کر لیکن اسے قریب مت آنے دینا کیونکہ یہ مشرک ہے اور تو مسلمان، پھر اہل سریہ سے مخاطب ہوکر فرمایا اے لوگو! اس شخص کے ساتھ ہمارے تعلق سے آپ واقف ہیں اگر مناسب سمجھیں ان کا مال ومتاع واپس کردیں ورنہ وہ اللہ کا عطیہ ہے جو اللہ نے تم کو عطا فرمایا ہے اور تم ہی اس کے مستحق ہو۔ سنتے ہی صحابہ کرام نے سارا مال واپس کردیا۔

ابوالعاص سارا مال لے کر مکہ پہنچے اور جس جس کا حصہ تھا پورا پورا تقسیم کیا اور لوگوں سے مخاطب ہوکر کہا: اے گروہ قریش! کسی کا کچھ مال میرے ذمہ باقی رہ گیا ہو جو میں نے ادا نہ کیا ہو؟ لوگوں نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے ہم نے آپ کو وفادار اور شریف پایا۔ فرمایا کہ "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں" میں اب تک اس لیے مسلمان نہیں ہوا تھا کہ لوگ یہ گمان نہ کریں کہ شاید میں نے مال کے لیے ایسا کیا ہے، جب اللہ نے تمہارے مال کو تم تک پہنچا دیا اور میں اس ذمہ داری سے سبکدوش ہوگیا تب مسلمان ہوا۔

اس کے بعد سیدنا ابوالعاص رضی اللہ عنہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے اور رسول اللہ کے دست اقدس پر بیعت کر کے اپنے ایمان کا اعلان کیا۔ آقا کریم ﷺ نے اپنی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو تجدید نکاح کے ساتھ دوبارہ آپ کی زوجیت میں دے دیا۔

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے 7 ہجری میں اسلام قبول کیا اور سن 08 ہجری میں آپ کی زوجہ محترمہ سیدہ زینب بنت محمد سلام اللہ علیہا دار فانی سے کوچ فرما گئیں۔ حضرت ابوالعاص کو ان کی وفات سے بے حد صدمہ پہنچا لیکن انہوں نے صبر سے کام لیتے ہوئے استقامت کا راستہ اختیار کیا۔ سیدہ زینب سے بے پناہ محبت کے باعث ان سے یوں وفا کی کہ ان کی وفات کے بعد کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں کیا اور اپنے بچوں کی پرورش بھی خود کی۔ سیدہ زینب کے بطن اطہر سے اللہ تعالی نے آپ کو ایک بیٹا علی بن ابی العاص اور ایک بیٹی امامہ بنت ابی العاص عطا فرمائیں جو سیدہ فاطمہؓ کے بعد سیدنا علی المرتضیٰؓ کے نکاح میں آئیں۔ حضرت سیدنا ابوالعاص بن ربیع کی وفات سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں 12 ہجری کو ہوئی۔

میں اب تک اس لیے مسلمان نہیں ہوا تھا کہ لوگ یہ گمان نہ کریں کہ شاید میں نے مال کے لیے ایسا کیا ہے، جب اللہ نے تمہارے مال کو تم تک پہنچا دیا اور میں اس ذمہ داری سے سبکدوش ہوگیا تب مسلمان ہوا۔

سے مطالبہ کیا کہ ٹرین حادثے کی جلد از جلد مکمل تحقیقات کر کے عوام کے سامنے لائی جائیں اور آئندہ ایسے واقعات کی روک تھام کے لیے ریلوے کے نظام کو درست کیا جائے، مزید انہوں نے کہا کہ حکومت اس حادثے کے متاثرین کو مکمل علاج وامداد فراہم کرے۔

مخلوط نظام تعلیم، معاشرے کا ناسور

پروفیسر ذیشان احمد پنجاب کالج خانیوال

یہ بات ہر اس شخص پر واضح ہے جو ذرا سا بھی صاحب شعور ہو کہ تعلیم انسانی ضروریات میں سے ایک اہم ترین ضرورت ہے اور روحانی فضائل میں سے ایک بلند ترین فضیلت ہے۔ علم وہ جوہر لازوال ہے جس کی بدولت حضرت انسان مسجود ملائک ٹھہرا۔ لیکن! ایک بات یاد رکھیے علم وہی ہے جس سے انسانیت کا سبق ملے، جس سے اخلاق فاضلہ میں اضافہ ہو، جس سے تہذیب وشعور اور حق وباطل میں فرق پروان چڑھے۔ مختصراً علم قرب خداوندی اور فلاح معاشرہ جیسی دولت سے مالا مال ہوتا ہے۔

اسلام دین معرفت ہے جو قدم قدم پر حضرت انسان کو علم کی تلقین کرتا ہے اسی طرح تعلیم نسواں کی اہمیت کو بھی تسلیم کرتا ہے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر کسی کے پاس کوئی باندی ہو اور وہ اس کی اچھی تعلیم وتربیت کرے، اسے اچھی تہذیب سکھائے اور پھر اسے آزاد کر دے اور اس کی شادی کر دے تو اس کے لیے دہرا اجر ہے۔ (بخاری شریف) نیز حضور خاتم النبیین ﷺ نے عورتوں کی تعلیم کے لیے باقاعدہ ایک دن مخصوص فرمایا۔

اسلام تعلیم نسواں سے منع نہیں کرتا البتہ حصول تعلیم کے ان طریقوں سے منع کرتا ہے جو صنف نازک کو حیا باختہ اور آوارہ کر دے۔ اسلام مرد وعورت کے آزادانہ اختلاط کو انسانی معاشرے کے لیے زہر قاتل سمجھتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے بے حیائی اور بے شرمی فروغ پاتی ہے۔ اسلام مرد وزن کو اپنی نگاہوں کی حفاظت کا حکم دیتا ہے۔ اسلام عفت و پاکدامنی کا علم بلند کرتا ہے جو کہ کسی بھی معاشرے کی بقا کے لیے لازم ہے۔

مخلوط تعلیم کی رسم زیادہ پرانی نہیں یہ دور حاضر کے کچھ آزاد خیال اہل مغرب کی ایجاد ہے اگر تہذیب یافتہ قدیم اقوام کی تاریخ پڑھیں تو کہیں بھی لڑکے اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم نظر نہیں آتی۔ چین کی تاریخ پڑھیں یا کسی بھی مغربی قوم کی ایسے کوئی شواہد نہیں ملتے بلکہ ہر دور میں علیحدہ تعلیم کا تصور برقرار رہا ہے۔ یہ نظام تعلیم تقریباً اٹھارویں صدی کے آخر میں شروع ہوا ہے۔ اس کا آغاز دراصل سادات مرد وزن کے پرفریب نعرے سے ہوا ہے حالانکہ حقیقت کی طرف آئیں تو اللہ تعالی نے تخلیقی صلاحیتوں میں مرد اور عورت میں فرق رکھا ہے جس کا تقاضا ہے کہ دونوں کا دائرہ کار الگ الگ ہے۔

مخلوط تعلیم کا جائزہ لینا ہو تو موجودہ معاشرے میں موجود یونیورسٹیز کے حوالے سے شائع ہونے والی خبریں پڑھیے شاید ہی کسی دن کی اخبارات ایسی خبروں سے خالی ہوں۔ مخلوط تعلیم کا سب سے برا اثر نئی نسل کے اخلاق پر بڑھ رہا ہے کہ ایجوکیشن نے اخلاقیات کا جنازہ نکال دیا ہے۔ شرم وحیا جو کہ انسان کا قیمتی زیور ہے رخصت ہوتا جا رہا ہے۔ اصل میں یہ بلوغت کا دور جو ہے یہ جذبات ہیں ہیجان کا دور ہوتا ہے، پھر اس دور میں جوان لڑکوں اور لڑکیوں کا مل کر بے حجابانہ بیٹھنا شہوت کو بڑھاتا ہے، پھر اس پر جلتی پر تیل ڈالنے کا کام لباس کرتا ہے، ہماری قوم کی بیٹیاں جو لباس پہنتی ہیں یہ بذات خود ایک بہت بڑی برائی ہے، کسی نے بجا کہا کہ آج آزادانہ اختلاط اس حد کو پہنچ چکا ہے کہ تعلیم وتحقیق کے راستے سے شیطانیت رقص کر رہی ہے، اداروں میں اس قدر جنسی بے راہ روی کا ماحول ہے کہ انسان شرم سے پانی پانی ہو جاتا ہے۔

امریکہ کے ایک معروف ادارے Association of American universities نے حال ہی میں ایک سروے کروایا ہے اس کے مطابق امریکہ میں ایک چوتھائی طالبات یونیورسٹی کیمپس میں جنسی مخلول اور غلط طرزِ عمل کا شکار ہوتی ہیں یہ سروے امریکہ کی 27 اعلی یونیورسٹیوں بشمول ہارڈ یونیورسٹی میں کروایا گیا جس میں قریباً ڈیڑھ لاکھ طالبات سے جنسی حملوں اور زیادتی کیسز کے بارے میں تحقیق کی گئی مجموعی طور پر 711 طالبات نے بتایا کہ انہیں جبری طور پر جنسی حملے کے تجربے سے گزرنا پڑا لیکن یہ در پردہ یہ وہ معاشرہ ہے جہاں نکاح کا تصور نہیں، جنسی تعلقات کو جنسی اور قانونی طور پر غلط نہیں سمجھا جاتا، یہاں جسم فروشی کو قانونی حیثیت حاصل ہے۔ اب تو وطن عزیز کی جامعات میں بھی آئے روز سیکنڈلز سامنے آنے لگے ہیں۔

اہل مغرب تو بے لگام ہیں مگر ہم تو بے لگام نہیں ہیں۔ ہماری لگامیں تو اللہ اور رسول خاتم النبیین ﷺ کے ہاتھ میں ہیں۔ ہمارا ایک نظام ہے، ایک تہذیب ہے، ایک شریعت ہے، ایک رہبر ہے اور ایک کتاب یعنی مشعل حق قرآن مقدس ہے۔ ہم تو ایک امت ہیں، بروز قیامت اللہ کے حضور پیش ہونا ہے اور کریم آقا علیہ السلام کا سامنا کرنا ہے۔ کس منہ سے ہم اپنے آقا کا سامنا کریں گے حالانکہ ہم تو خیر الامت ہیں۔ بقول علامہ اقبال مرحوم "خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی" اگر ہم مذہبی روایات سے ہٹ کر جائزہ لیں تو بھی یہ نظام تعلیم ہمارے خاندانی نظام کو برباد کر رہا ہے۔ کسی بھی خاندان میں عورت کا قلیدی کردار ہوتا ہے۔ عورت اگر خاتون خانہ بن کر اپنے گھریلو ذمہ داریاں نبھاتی ہے تو خاندان کو استحکام حاصل ہوتا ہے۔ عورت ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کی حیثیت سے گھر کی زینت ہے لیکن مخلوط نظام تعلیم عورت کو اس دائرہ کار سے نکال کر مردوں کے شانہ بشانہ معاشی دوڑ میں شامل کرتی ہے جس سے عورت اب بچوں کی تربیت اور گھریلو امور کو بوجھ سمجھنے لگی ہے، اس رجحان نے ہمارا خاندانی نظام تباہ کر دیا ہے۔ اس مخلوط تعلیم کے سبب بغیر شادی کے جوڑوں میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ایسے ریلیشنز میں رہنے والے لڑکے اور لڑکیاں جب ازدواجی بندھن میں بندھتے ہیں تو کسی صورت ان کو سکون حاصل نہیں ہوتا جس کی وجہ سے طلاق اور خلع کے کیسز میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

وہی خاتون مستحکم خاندان اور قوم کی بنیاد رکھ سکتی ہے جس نے شرم وحیا کی زندگی گزاری ہو۔ ایجوکیشن کے حق میں ایک سب سے بڑی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ اس سے معیار تعلیم بلند ہوتا ہے۔ یکسانیت پیدا ہونے سے تعلیم کا عمل اسان ہو جاتا ہے کانفیڈنس بڑھ جاتا ہے۔ لیکن اس بات کو بھول گئے کہ یہ تعلیمی نظام ہمارے تعلیمی معیار کو پستی کی طرف لے جا رہا ہے بلکہ اسے کھوکھلا کر رہا ہے۔ چند سال قبل فرانس کی ایک رپورٹ کے مطابق 15 سال کی ریسرچ سروس سروے رپورٹس کی روشنی میں یہ تعلیمی ادارے جہاں مخلوط تعلیم ہے دراصل شکار گاہیں ہیں۔ مرد و خواتین کے آزادانہ اختلاط سے جنسی تشددات کے واقعات میں بھیجا اضافہ ہوا ہے۔ تعلیمی گراف کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے اور ان کے فیل ہونے کی شرح میں اضافہ ہوا ہے۔ فرانس کی وزارت تعلیم نے طلبہ طالبات کے لیے قائم شدہ ہارٹ لائٹس کے حوالے سے بتایا کہ سال 20 عیسوی میں 11 لاکھ شکایات موصول ہوئیں۔ اب کیا صورتحال ہوگی سوچیے اگر بچوں اور بچیوں کے ادارے الگ کر دیے جائیں تو انگلینڈ کے سروے کے مطابق بچوں کا رزلٹ بہتر ہوتا ہے ان کی اخلاقیات میں بہتری اتی ہے۔

ایک سائنسی تحقیق کے مطابق روزنامہ منصف میں یہ شائع ہوا کہ اجنبی خاتون مرد کا اختلاط ذہنی دباؤ کے ہارمونز میں اضافے کا سبب بنتا ہے اسپین کی یونیورسٹی اف ویلنشیا کے مطابق اس سے مرد کے کولیسٹرال سطح میں اضافہ ہوتا ہے جس کے صحت پر مضر اثرات ہیں۔

میں اپنی اس تحریر کا علامہ اقبال کے چند اشعار پر اختتام کرتا ہوں

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اس علم کو ارباب نظر موت
بیگانہ رہے دین سے اگر مدرسہ زن
ہے عشق محبت کے لیے علم و ہنر موت

مزاج شناسی

محمد توصیف خالد کبیر والا

انسانی فطرت مختلف و متنوع مزاجوں سے وجود میں آئی ہے۔نوع انسانی کا ہر فرد الگ الگ رویہ رکھتا ہے۔ایک شخص کسی مخصوص ماحول میں بہتر اور عمدہ محسوس کرتا ہے تو دوسرے کو اسی رویہ سے گھٹن اور الجھن ہوتی ہے۔دراصل یہ انسانی طبائع کا اختلاف ہے، جو انسانی رویوں پر گہرا اثر رکھتا ہے، انسان کے رویے سے ہی اس کی پسند اور ناپسند، رجحان اور عدم رجحان کا تعین ہوتا ہے۔

باہمی مزاج کی رعایت کرنا ایک دوسرے سے محبت اور الفت پیدا کرتا ہے، اخلاق حسنہ کے پیدا کرنے کا سبب بھی یہی ہے۔ خُلقِ عظیم کے مالک، رحمتِ دوعالم محمد ﷺ کا اسوہ حسنہ ہمارے لیے بہترین نمونہ اور مثال ہے۔آپ ﷺ ہر شخص سے اس کی اُفتادِ طبع کے مطابق سلوک کرتے۔تمام صحابہ کرامؓ سے ان کے مزاج کے موافق برتاؤ کیا کرتے تھے۔سیدنا صدیق اکبرؓ سے جو رویہ اپناتے وہ طلحہ و زبیر رضی اللہ عنھما جیسا نہ ہوتا، معاذ بن جبلؓ کے ساتھ جیسا طرزِ گفتگو اختیار کرتے وہ عرب کے دیہاتیوں سے مختلف ہوتا، عثمان غنیؓ سے کرنے والی باتیں ابوذر غفاریؓ کے طرزِ تخاطب سے مختلف ہوتیں۔یہی وجہ تھی آپ ﷺ کی مبارک مجلس میں بیٹھنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کو آپ ﷺ سے کبھی وحشت و تنہائی محسوس نہ ہوتی تھی، بلکہ اپنائیت کا ایک خوبصورت احساس ہوتا جوان کو آپ کے گرد ستاروں کی مانند اکٹھا رکھتا۔اسی چیز کو قرآن کریم نے بلیغ اور خوبصورت انداز میں بیان کیا؛

ترجمہ:"ان واقعات کے بعد اللہ کی رحمت ہی تھی جس کی بنا پر (اے پیغمبر) تم نے ان لوگوں سے نرمی کا برتاؤ کیا۔اگر تم سخت مزاج اور سخت دل والے ہوتے تو یہ تمہارے آس پاس سے ہٹ کر تتر بتر ہو جاتے۔"(آل عمران)

ازواج مطہرات سے بھی ان کے مزاج و مذاق کے اعتبار سے ازدواجی زندگی کے امور سرانجام پاتے۔ایک دن سرور دوعالم ﷺ امی عائشہ صدیقہ ﷺ کے حجرہ میں تشریف لائے، آپ نے ان سے مسلمانوں کی غربت اور کسمپرسی کی زندگی کا ذکر نہیں کیا، کیونکہ سامنے عثمان غنی ﷺ موجود نہیں تھے، نہ ہی جہاد و قتال کی بات کی کیونکہ مخاطب صدیق اکبر نہیں تھے، بلکہ آپ کی زوجہ عائشہ صدیقہ تھیں۔آپ ﷺ نے ایک دلدار شوہر کے محبت بھرے لہجے میں فرمایا: "جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو اور جب تم ناراضگی کی حالت میں ہوتی ہو مجھے پتا چل جاتا ہے۔" امی عائشہ نے دلچسپی بھری حیرت سے پوچھا: یا رسول اللہ! وہ کیسے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو: محمد کے رب کی قسم! اور جب ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو: ابراہیم کے رب کی قسم!" امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے شرماتے ہوئے کہا: "یا رسول اللہ! واللہ! میں آپ کا نام صرف زبان سے ترک کرتی ہو، دل آپ ہی کی محبت میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے۔"(صحیح البخاری، حدیث 5228)

امی عائشہ رضی اللہ عنہا چونکہ باقی ازواج سے کم عمر تھیں، اس لیے فطرتاً آپ کے مزاج میں خوش طبعی اور مزاح کا عنصر پایا جاتا تھا، رسول اللہ ﷺ آپ سے مذاق و لطافت کا معاملہ کرتے تھے۔ایک دفعہ کسی سفر میں امی عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں، قافلہ

مدینہ کے قریب پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو آگے روانہ کردیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: "آؤ! ہم دوڑ لگائیں"، آپؓ چونکہ عنفوان شباب میں تھیں، بدن میں چستی تھی، اس لیے آپؓ آگے نکل گئیں، اور دوڑ میں سبقت کرگئیں۔ ایک مدت کے بعد سفر میں دوبارہ اسی طرح کا واقعہ پیش ایا، آپ رضی اللہ عنہا کے جسم میں ان دنوں قدرے فربہی آچکی تھی، اس مرتبہ حضور علیہ السلام دوڑ میں آگے بڑھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: "یہ پہلی والی دوڑ کا بدلہ ہوا۔" (سنن ابن ماجہ، حدیث, 1979)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی ان کے مذاق و مزاج کا رعایت رکھتے ہوئے مخاطب ہوتے، اور ان کی صلاحیتوں کے مطابق کام سپرد کرتے تھے۔ جب خیبر فتح ہوا، مسلمانوں اور یہود کے درمیان چند معاہدات ہوئے، جن میں سے ایک یہ بھی تھا کہ یہودی مال و متاع اور سونا چاندی کچھ نہیں چھپائیں گیں، وگرنہ معاہدہ منسوخ سمجھا جائے گا۔ یہودیوں کا ایک سردار حُیی بن اخطب مدینہ سے جلاوطنی پر سانڈ کی ایک چمڑی میں کافی سونا چاندی چھپا کر لایا تھا، حیی یہ سونا ترکہ میں چھوڑ کر مرا تھا۔ حضور علیہ السلام نے اس کے چچا سے اُس مال کے بارے سوال کیا تو اس نے فوراً تردید کی اور مال ختم ہونے کا بہانہ بنانے لگا۔ دوبارہ پوچھا گیا تو پھر وہی ٹکا سا جواب دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہؓ پر نظر دوڑائی اور پھر زبیر بن العوام سے مخاطب ہو کر فرمایا: "زبیر اس آدمی کی کچھ تواضع کی جائے۔" زبیر شعلہ بار ہو کر یہودی کے پاس آئے تو اس نے فوراً بھانپ لیا کہ صورت حال پیچیدہ ہے۔ وہ جھٹ بولا: "میں نے حُیی کو فلاں کھنڈر کے پاس دیکھ" چنانچہ وہاں تلاش کیا گیا تو کھنڈر میں چھپا ہوا مال مل گیا۔

اب دیکھیے کہ یہ کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر بن عوّام کے سپرد کیا، اور انھوں نے جلد ہی صورت حال پر قابو پالیا۔۔۔۔ یہ چند مثالیں تھیں جو مشتے از خروارے کے طور پر سپرد قرطاس کردیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی خلق عظیم کا نمونہ اور عکس تھی، جس نے ہر شخص کو آپ کے قریب کر رکھا تھا، عرب کے لوگ جن کا مزاج مسلسل جنگوں کی وجہ سے سخت ہو چکا تھا اور وہ اپنی اس خشک مزاجی میں مشہور تھے۔ امن و آشتی کا پیغام لے کر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انھی عرب نوجوانوں نے محبت، ایثار، قربانی اور وفا کی ایسی اعلیٰ ترین مثالیں قائم کیں کہ تاریخ انسانی انگشت بدنداں رہ گئیں۔۔۔ اتحاد و اتفاق، محبت و الفت کی فضا قائم کرنے کے لیے اور معاشرے کو امن کا گہوارہ بنانے کے لیے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور شاگردانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و کردار کو اپنانے کی ضرورت ہے۔۔

بقیہ: ولادت تا اعلان نبوت

☆... 11 نبوی: واقعہ معراج اور پانچ نمازوں کی فرضیت، سورۃ البقرہ کی آخری آیات کا نزول، اللہ پاک سے نوری حجاب کے بغیر ملاقات، ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی بیت المقدس میں امامت، ساتوں آسمانوں پر مختلف انبیاء سے ملاقاتیں۔

☆... مدینہ منورہ کے قبیلہ خزرج کے چھ حضرات کا قبول اسلام۔

☆... 12 نبوی: عقبہ کی پہلی بیعت اور اوس وخزرج کے 12 افراد کا قبول اسلام۔

☆... نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو داعی بنا کر مدینہ منورہ بھیجا۔

☆... 13 نبوی: حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام۔

☆... عقبہ کی دوسری بیعت اور اوس وخزرج کے 73 مرد اور 2 عورتوں کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر منیٰ کی گھاٹی میں بیعت۔

☆... نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقعہ پر انصار میں بارہ نقیب مقرر فرمائے (9 خزرج کے اور 3 اوس کے)۔

☆... مدینہ منورہ کی طرف مسلمانوں کی ہجرت کا آغاز۔

محبت اہلبیت کورسز

ادارہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دین مبین دے کر مبعوث کیا گیا وہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ کے دو حصے ہیں جو کہ دو واسطوں سے امت تک پہنچے ہیں۔ بعض احکامات کا تعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گھریلو زندگی سے ہے اور بعض کا گھر سے باہر والی زندگی سے ہے۔ گھر والی زندگی اور احکامات حضرات صحابہ کرامؓ نے نقل کیے ہیں اور گھر والی زندگی اور گھر میں نازل ہونے والے احکامات حضرات اہل بیت اطہارؓ نے امت تک پہنچائے ہیں۔

حضرات صحابہ کرامؓ کے حوالے سے تو وقتاً فوقتاً تشہیری مہم اور نشستوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے لیکن اہل بیتؓ اطہار کی چند مخصوص شخصیات جن میں سیدنا علی المرتضیٰ، سیدہ فاطمہ اور سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہم کے علاوہ باقی حضرات کے حوالے سے کوئی خاطر خواہ کام نہیں ہوتا۔ لہذا مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان کی مرکزی عاملہ نے اس بار یہ فیصلہ کیا کہ ماہ محرم الحرام میں ضلعی سطح پر ''محبت اہل بیت کورس'' کا اہتمام کیا جائے، جس میں طلبہ برادری اور عوام الناس کو حضرات اہل بیت اطہار کی سیرت طیبہ سے روشناس کرایا جائے اور ان کے دلوں میں اہل بیت کی محبت کو اجاگر کیا جائے۔

محبت اہل کورس کے نصاب کے حوالے سے مختلف چیزوں کا جائزہ لیتے ہوئے درج ذیل عنوانات طے پائے۔ عام طور پر جب بھی اہل بیت کا لفظ بولا جائے یا ہماری سماعتوں سے ٹکرائے تو ہم سمجھتے ہیں اہل بیت صرف پانچ افراد ہیں، اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمیں یہی بتایا گیا اور اسی کو بیان کیا گیا۔ ہم نے کبھی سوچا ہی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی تین بیٹیاں، ان کی اولاد اطہار، آپ کی ازواج مطہرات اور خاندان نبوی کے دیگر افراد بھی اہل بیت میں شامل ہیں۔ یہی چیز سمجھانے کے لیے پہلا عنوان ''اہل بیت کا مصداق کون کون ہیں'' رکھا گیا تا کہ عوام الناس کے سامنے حقیقت نکھر کر آجائے۔ دوسرا ایک اہم معاملہ یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ اور اہل بیتؓ عظام کو یوں بیان کیا گیا کہ جس سے یہ تاثر ملا کہ شاید یہ الگ الگ تھے یا ان کی آپس میں بنتی نہ تھی۔ اس کی حقیقت کو آشکار کرنے کے لیے ایک عنوان ''صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کی آپس میں رشتہ داریاں'' رکھا گیا۔ اس کے علاوہ ''اہل بیت کے فضائل ومناقب'' اور ''اہل بیت کی تمام شخصیات کا مختصر تعارف'' بھی عنوان میں شامل کیے گئے۔

الحمدللہ محبت اہل کورس نے بھرپور کامیابی حاصل کی اور ملک بھر کے مختلف شہروں اور علاقوں میں ان کورسز کا انعقاد کیا گیا۔ جن میں ٹیکسلا، ڈیرہ اسماعیل خان، ٹوبہ ٹیک سنگھ، جھنگ، فیصل آباد سرفہرست ہیں۔ اور عوام الناس کی طرف سے بھی بہت زیادہ دلچسپی کا اظہار کیا گیا۔ جن جن دوست احباب نے یہ کورس کروایا وہ یقیناً خراج تحسین کے مستحق ہیں کہ انہوں محنت ومشقت برداشت کر کے مواد ڈھونڈا اور سامعین کے سامنے بیان کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرامؓ اور اہل بیت اطہارؓ سے سچی محبت نصیب فرمائے آمین۔

ٹرین حادثہ اور ایم ایس او کے ابابیل

عادل انصاری، کراچی

06 اگست 2023 بروز اتوار صبح 11:30 بجے اک دل دہلا دینے والی خبر موصول ہوئی کہ سرہاڑی نوابشاہ میں ٹرین حادثہ پیش آیا ہے اور بہت زیادہ جانی نقصانات کی اطلاعات ہیں۔ اس واقعہ کی اطلاع ملتے ہی مسلم اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن سندھ کے ناظم برادر عمر فاروق عباسی کی ہدایت پر ضلع نوشہرو فیروز سے ایم ایس او کی ریسکیو ٹیم امدادی سامان لیکر ناظم ایم ایس او نواب شاہ ڈویژن برادر شکیل معاویہ کی زیرِ نگرانی عصر کے وقت نواب شاہ پہنچی، واضح رہے کہ ریسکیو ٹیم میں ضلع نوشہرو فیروز کے ذمہ داران و کارکنان اور خود ناظم ضلع برادر اکرام صابر، ناظم عمومی محمد علی خانزادہ خود بھی پیش پیش تھے۔

اس وقت نواب شاہ سول ہسپتال میں قیامت کا منظر تھا، ہر طرف چیخ و پکار، آہ و زاری کی صدائیں سننے میں آرہی تھی۔ ہسپتال میں موجود زخمی مریضوں کیلئے بلڈ کیمپ میں ایم ایس او کے کارکنان نے دل کھول کر خون کا عطیہ دیا اور اہلیان نواب شاہ بھی خراج تحسین کے مستحق ہیں جنہوں نے ساتھ مل کر 2 گھنٹوں میں ایک ہزار خون کی بوتلیں جمع کیں۔ اس پورے وقت میں اکثر میتیں اور زخمی لوگوں کو ہسپتال پہنچا دیا گیا تھا، ہسپتال میں ڈاکٹرز اور دیگر عملے کے ساتھ مریضوں کی مرہم پٹی میں ایم ایس او کے کارکنان بھی مصروف عمل تھے اور وارڈ میں موجود مریضوں کو منرل واٹر، جوس، بسکٹ، فروٹ اور کھانا تقسیم کر رہے تھے۔ اس موقع پر گھنٹوں سے مصروف ہسپتال کے عملے کو بھی پانی، جوس اور بسکٹ تقسیم کیے گئے۔ بعدازاں مریضوں کا رابطہ لواحقین سے کروانے کا مرحلہ شروع ہوا جو ایک مشکل مرحلہ تھا۔ کسی کے جاننے والے ایک صوبے سے تھے تو کسی کے دوسرے صوبے سے۔ رات تقریباً تین بجے تک 30 سے زائد میتوں کو ان کے لواحقین سے رابطے کروا روانہ کیا گیا اور ساتھ ہی صبح کی تیاری شروع کی گئی۔

بروز پیر صبح 7 بجے ایم ایس او کی ٹیم نے ہاسپٹل میں ناشتہ (چائے، بسکٹ) وغیرہ تقسیم کرنے کے بعد شدید زخمی ہونے والے احباب کو I.C.U وارڈ میں موجود زخمیوں کو اپنے ہاتھوں سے ناشتہ کروایا۔ دوران حادثہ تین بچیاں جو اپنے والد اور بھائی کو کھو چکی تھیں (ان میں سے ایک صحیح سلامت بچی، ایک کی حالت خطرے سے باہر اور ایک وینٹیلیٹر پر موجود تھی) بچیوں کی ماں اور نانا ساتھ تھے جن سے پتہ چلا کہ والد روزمرہ دیہاڑی سے کما کر گھر کا گزر بسر کرتے تھے۔ رات بھر اور صبح کی پوری رپورٹ ناظم سندھ برادر عمر فاروق عباسی کو بذریعہ فون دی گئی۔ جس پر انہوں نے اس پورے ورک پر ذمہ داران و کارکنان کو شاباش پیش کی اور اعلان کیا کہ آج سے ان تین یتیم بچیوں کی کفالت ایم ایس او کرے گی اور مکمل علاج کے بعد پڑھائی و گھر کے معاملات دیکھی گی۔

ناظم سندھ برادر عمر فاروق عباسی نے وفد کے ہمراہ نواب شاہ سول ہسپتال کا دورہ کیا اور مریضوں کی عیادت کی۔ اس موقع پر مریضوں میں کھانے کی اشیاء اور نقد رقم تقسیم کی گئی اور ہسپتال انتظامیہ سے مکمل رپورٹ لیکر اپنے کارکنان و ذمہ داران اور ہسپتال انتظامیہ کو خراج تحسین پیش کیا اور حکومت سندھ (بقیہ صفحہ نمبر 21 پر)

کروڑوں رحمتیں ہوں شیخ ارشاد رحمۃ اللہ علیہ پر

مولانا محمد سعد مدرس دار العلوم کبیر والا

سیدی واستاذی، محبوب و مربی حضرت مولانا ارشاد احمد رحمہ اللہ کے سانحہ ارتحال نے ہر شخص کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے، اپنا پرایا، شاگرد ومرید، چھوٹا بڑا سب ہی اس حادثہ سے متاثر ہوئے ہیں۔

لاکھوں زبانیں آپ کے اعلیٰ اخلاق واوصاف کی گواہی دے رہی ہیں۔ جنازہ میں شامل انسانی سمندر نے اپنے تو کیا غیروں کو بھی موت العالم موت العالم کا مفہوم سمجھا دیا ہے، دور دراز سے آنے والے عاشقان کے ہجوم نے خلقِ خدا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا کہ ایک شخص کی محبت اتنے لوگوں کے دلوں میں کیسے سمائی جاسکتی ہے؟ جانیوالے میں آخر کیا چیز تھی، جس نے اپنی محبت وعقیدت کے لازوال نقوش دلوں پر چھوڑے۔

وفات کے دو چار روز بعد ایک بوڑھی عورت جامعہ کے گیٹ پر لگے چندہ بکس کے پاس کچھ دیر تک کھڑی روتی رہی اور اپنے ہاتھوں سے کافی رقم بار بار بکس میں ڈالتی رہی اور زبان پر کچھ اس طرح کے دعائیہ کلمات جاری تھے کہ مولانا ارشاد احمد اللہ کے ولی تھے، میں ان کے ایصال ثواب کے لئے یہ رقم دے رہی ہوں۔ اے اللہ !ان کو جنت کی خوشیاں نصیب کرنا۔

جنازے پر بلا تفریق مسلک ہر آنکھ اشکبار تھی، جنازے پر یہ منظر بھی دیکھنے کو ملا کہ ایک صاحب جو جنازے میں پیچھے کہیں غمزدہ صورت بنائے کھڑے تھے، انہوں نے نہ نماز پڑھی اور نہ ہی جنازہ، مگر چہرے سے غم کے آثار بہت نمایاں تھے، کسی نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ کس لئے آئے ہیں؟ آپ نے نہ نماز پڑھی، نہ جنازہ، تو اس نے بتایا کہ میں مسلمان نہیں ہوں، عیسائی ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ بڑے اللہ والے تھے، میں تو ان کی محبت اور عقیدت میں آیا ہوں۔ یہ وہ جذبات ہیں جو یقیناً من جانب اللہ ہی ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی محبت اپنی مخلوقات کے دلوں میں اس طرح ڈال دیتے ہیں کہ ان کے دل اَن دیکھے بھی ان کی محبت سے لبریز ہوجاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ کی محبوبیت ومقبولیت نے قرونِ اولیٰ کی محبوب شخصیات کی تاریخ دہرادی، مخدوم ومربی ہمہ پہلو جامع شخصیت تھے۔ آپ بیک وقت ایک قابل مدرس، ماہرِ علومِ عقلیہ ونقلیہ، شیخ الحدیث ہونے کے ساتھ ساتھ ایک صاحبِ تقویٰ، درویش صفت باخدا بزرگ، راہنماء سلوک وتصوف، مردم شناس، دور اندیش اور اعلیٰ مدبر و منتظم تھے۔ اخلاق واوصاف جن کا مشاہدہ ہر وقت ہر ایک کو ہوتا تھا وہ شفقت ومحبت، خیر خواہی، ہمدردی اور مخلصانہ تعلق تھا، جو امیر وغریب سب کے لئے برابر تھا یہی وجہ تھی کہ ہر ملنے والے کو یہ محسوس ہوتا تھا کہ آپ کی ساری توجہ میری طرف ہے اور مجھ سے جتنی محبت ہے وہ شاید ہی کسی سے ہوگی۔ کسی کو اگر صرف ایک مرتبہ ہی زیارت وملاقات کا شرف ملا ہے تو اس کے بھی یہی خیالات ہیں۔

حق تعالیٰ نے آپ کی شخصیت کو بہت باوقار اور پرکشش بنایا تھا، آپ کے چہرہ مبارک پر ہمہ وقت نورانیت جگمگا رہی ہوتی اور دیکھنے والوں کے دل موہ لیتی، ایسی کئی مثالیں ہیں کہ بہت سے لوگ آپ کے شگفتہ چہرے کی زیارت کر کے راہِ راست پر آگئے اور آپ کو مسلکِ حقہ کی نشانی قرار دیا۔ ہمارے علاقہ (لیہ) میں ایک مسجد کے افتتاح کے موقع پر آپ کی تشریف آوری ہوئی تو وہاں مختلف مسالک کے لوگ جمع تھے، جیسے ہی آپ تشریف لے آئے، تو سب کی زباں پر بے ساختہ تعریفی کلمات جاری ہوگئے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ دیوبندیوں نے اس عالم کو کہاں چھپا رکھا تھا، پہلے کبھی زیارت کا موقع نہیں دیا اور کہا کہ مفتی عبدالقادر نوراللہ مرقدہ کے بعد آج ہم نے عالم دیکھا ہے۔

آپ کے کس کس وصف کو لکھا جائے، اتباعِ سنت اور بدعات سے نفرت میں آپ صحابہ کرام واسلاف کا نمونہ تھے، اخلاق وکردار میں سب سے ممتاز تھے، ہر آنیوالے مہمان کو شدید مصروفیات کے باوجود پورا وقت دیتے، نیند و آرام قربان کردیتے، دل جوئی فرماتے، دریادلی سے ضیافت کا اہتمام فرماتے۔

> وفات کے دو چار روز بعد ایک بوڑھی عورت جامعہ کے گیٹ پر لگے چندہ بکس کے پاس کچھ دیر تک کھڑی روتی رہی اور اپنے ہاتھوں سے کافی رقم بار بار بکس میں ڈالتی رہی اور زبان پر کچھ اس طرح کے دعائیہ کلمات جاری تھے کہ مولانا ارشاد احمد اللہ کے ولی تھے، میں ان کے ایصال ثواب کے لئے یہ رقم دے رہی ہوں۔ اے اللہ! ان کو جنت کی خوشیاں نصیب کرنا۔

معاملات کی صفائی کا اہتمام ہر وقت رہتا یہ ایسا وصف تھا کہ جس پر صفحات کے صفحات ناکافی ہیں۔ جامعہ کی اشیاء کے استعمال میں بہت محتاط تھے۔ اپنی زندگی کے چھالیس (46) سالہ تدریس میں سے چھبیس ((26 سال کی تنخواہیں واپس کر چکے تھے۔ وقتاً فوقتاً معمولی شبہ کی وجہ سے جامعہ میں اپنی جیب سے رقم جمع کراتے رہتے۔ ایک دفعہ ایسے ہی کسی موقع پر میں نے عرض کیا کہ اس طرح تو آپ کا اہتمام نقصان ہی نقصان میں ہے تو فرمایا کہ نہیں کوئی نقصان نہیں ہے۔ یہاں اس کا بدلہ نہ ملا تو آخرت میں تو نفع ضرور ملے گا۔

آخری وصیت یہ فرمائی کہ مجھ پر وقت آجائے تو تدفین سے پہلے میری طرف سے دو لاکھ روپے مدرسہ میں جمع کرا دینا، چنانچہ آپ کی اس وصیت پر فوری عمل کیا گیا۔

آپ کی جامعہ دارالعلوم میں چند ایسی امتیازی خصوصیات ہیں جو بہت کم کسی کو حاصل ہوئیں، دارالعلوم کے در و دیوار بہت دیر تک یاد رکھیں گے۔ اجمالی طور پر چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے؛

(۱)......جامعہ دارالعلوم کی تاسیس سے لے کر اب تک آپ کا زمانہ تدریس

معاملات کی صفائی کا اہتمام ہر وقت رہتا یہ ایسا وصف تھا کہ جس پر صفحات کے صفحات ناکافی ہیں۔ جامعہ کی اشیاء کے استعمال میں بہت محتاط تھے۔ اپنی زندگی کے چھالیس (46) سالہ تدریس میں سے چھبیس ((26 سال کی تنخواہیں واپس کر چکے تھے۔ وقتاً فوقتاً معمولی شبہ کی وجہ سے جامعہ میں اپنی جیب سے رقم جمع کراتے رہتے۔

تمام متقدمین ومتاخرین اساتذہ کرام سے زیادہ ہے۔ آپ کا کل دورانیہ تدریس چھالیس(46)سال ہے اور دارالعلوم میں تینتالیس(43)سال ہے، اتنا تدریسی زمانہ یہاں کسی اور کا نہیں ہے۔

(۲)......آپ نے جامعہ میں اس سال سمیت بیس مرتبہ بخاری شریف پڑھائی اور یہ عرصہ تدریسِ بخاری سوائے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی علی محمد صاحب رحمہ اللہ کے باقی تمام شیوخ الحدیث سے زیادہ ہے۔

(۳)......آپ کا دورِاہتمام جو تقریباً ساڑھے انیس سال ہے، گزشتہ تمام مہتممین کے اپنے اپنے ادوار سے زیادہ ہے۔

(۴)......آپ کے دورِاہتمام میں شاندار مضبوط فلک بوس عمارتیں کھڑی ہوئیں حتی کی گزشتہ دور کی ایک دو عمارتوں کے سوا باقی سارا جامعہ جدید لباس میں ملبوس ہوگیا۔

سب سے نمایاں کارنامہ جامعہ کی وسیع وعریض، شاندار، خوبصورت جامع مسجد ہے، جس کو دیکھتے ہوئے طبیعت سیر نہیں ہوتی۔

(۵)......حضرت صدر صاحب کے بعد آپ کے دور میں جامعہ کی پراپرٹی میں خاصا اضافہ ہوا۔ تعلیمی، انتظامی ودیگر شعبوں میں بھی بے حد ترقی ہوئی۔

(۶)......ضلع خانیوال میں امن وامان کے حوالہ سے ہر اپنا پرایا آپ کی شب وروز انتھک خدمات کا معترف ہے۔

(۷)......کبیروالا کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ آپ کا ہوا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

۞۞۞

بقیہ: ٹرین حادثہ اور ایم ایس او کے ابابیل

اور حکومت سندھ سے مطالبہ کیا کہ ٹرین حادثے کی جلد از جلد مکمل تحقیقات کر کے عوام کے سامنے لائی جائیں اور آئندہ ایسے واقعات کی روک تھام کے لیے ریلوے کے نظام کو درست کیا جائے، مزید انہوں نے کہا کہ حکومت اس حادثے کے متاثرین کو مکمل علاج و امداد فراہم کرے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا

☆...صدقہ فقیر کے سامنے عاجزی سے باادب پیش کر، کیونکہ خوش دلی سے صدقہ دینا قبولیت کا نشان ہے۔

☆...گناہ سے توبہ کرنا واجب ہے، مگر گناہ سے بچنا واجب تر ہے۔

☆...مجھے نئے کپڑوں میں دفن نہ کیا جائے! کیوں کہ نئے کپڑوں کے زیادہ مستحق وہ ہیں جو زندہ اور برہنہ ہیں۔

☆...میرے لے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کافی ہے۔

☆...پرہیز کرو، پرہیز نفع دیتا ہے۔ عمل کرو، عمل قبول کیا جاتا ہے۔

☆...اس دن پر آنسو بہا جو تیری عمر سے کم ہوگیا اور اس میں نیکی نہ تھی۔

☆...تمہیں اس دن پر رونا چاہیے جو تم نے نیکی کے بغیر گزار دیا۔

☆...جو اللہ کے کاموں میں لگ جاتا ہے اللہ اس کے کاموں میں لگ جاتا ہے۔

☆...نسان خود عظیم نہیں ہوتا بلکہ اُس کا کردار عظیم ہوتا ہے۔

☆...انسان ضعیف ہے، تعجب ہے کہ وہ کیوں کر خدائے قوی کی نافرمانی کرتا ہے۔

☆...جس پہ نصیحت اثر نہ کرے وہ جان لے کہ اس کا دل ایمان سے خالی ہے۔

☆...عبادت ایک پیشہ ہے، دوکان اس کی خلوت ہے راس المال اس کا تقوی ہے اور نفع جنت ہے۔

معمارانِ قوم اور ہماری ذمہ داریاں

محمد شاکر عُزیر

بابا جی نے متلاشی نظروں سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر میرے قریب خالی جگہ دیکھ کر بیٹھ گئے۔ان کی نگاہوں میں شکایات نوحے کر رہی تھیں۔آنکھیں شکووں کی رم جھم برسا رہی تھیں۔مجھے خواہ مخواہ ان پر ترس آ رہا تھا۔مجھ سے رہا نہ گیا اور پوچھ بیٹھا" چچا جان! آپ کو تھانے میں کیا کام آن پڑا ہے جو اس عمر میں دھکے کھاتے پھر رہے ہیں؟ بابا جی نے جیب سے رومال نکالا، آنکھوں سے آنسو پونچھے اور پھر گویا ہوئے:"بیٹا! میرا ایک فرزند سکول ٹیچر ہے۔آج صبح اس کے کسی شاگرد نے محکمہ تعلیم کو غلط اطلاع فراہم کی کہ ہمارا ٹیچر ہمارے اوپر تشدد کرتا ہے۔ چناں چہ آج دوپہر کے وقت پولیس میرے بیٹے کو اٹھا کر یہاں لے آئی ہے۔اسی سلسلے میں یہاں آیا ہوا ہوں۔"

بابا جی کی بات سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔کیا ہم اس قوم سے تعلق رکھتے ہیں جن کے نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا تھا "بے شک میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔" جن کے خلیفہ چہارم نے فرمایا تھا "اگر کوئی شخص مجھے ایک لفظ بھی پڑھا دے تو میں اس کا غلام ہوں، جو چاہے تو مجھے بیچ دے۔" جس قوم کے بادشاہ اپنے بیٹوں سے محض اس لیے ناراض ہو جائیں کہ انھوں نے اپنے استاذ کے پاؤں اپنے ہاتھوں سے خود کیوں نہیں دھوئے؟ لیکن جب اپنی قوم کی موجودہ صورت حال دیکھتا ہوں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ کہ جو شخص ہمیں زمین سے اٹھا کر آسمان کی بلندیوں تک لے جانے کی تگ و دو میں ہے اسے جھوٹے مقدمات میں پھنسا دیا جائے۔جس کا ادب کرنے کا حکم حکیم لقمان اپنے بیٹے کو دیں، اسے ڈنڈوں سے پیٹا جائے۔ جسے نان جویں کے لیے سڑکوں پر احتجاج کرنا پڑے۔ جسے سکول میں لیٹ ہو جانے پر بھاری جرمانے ادا کرنے پڑیں۔ جسے اپنے خاندان کے علاوہ کسی فوتگی میں شرکت کرنے کے لیے چھٹی تک نہ ملے۔جو ساری دنیا کے بچے پڑھا دے لیکن اس کے بچوں کے لیے مخصوص 20٪ کوٹے تک سے اسے محروم کر دیا جائے۔کہیں ایسا نہ ہو علم کی اس ناقدری پر مشیت ایزدی ہم سے روٹھ جائے اور ہم جو پہلے ہی تنزلی کی اتھاہ گہرائیوں میں گرے ہوئے ہیں مزید پستیوں کی جانب لڑھک جائیں۔

ہر سال 5 اکتوبر کو یونیسکو کی جانب سے "ٹیچرز سلام ڈے" منایا جاتا ہے۔جس میں یونیسکو کی جانب سے منظور شدہ ان باتوں کا عزم کیا جاتا ہے کہ:

اساتذہ کو تحفظ دینے اور کارکردگی کو مؤثر بنانے کے لیے پالیسی بنائی جائے گی، انہیں ایک قانونی ڈھانچہ فراہم کیا جائے گا۔اہل اور شوقین لوگوں کو معلم بھرتی کیا جائے گا اور انہیں تعلیمی ساز و سامان بھی مہیا کیا جائے گا۔انہیں تربیت فراہم کی جائے گی اور ان کے کیریئر کی ترقی کے لیے باضابطہ پروگرام تیار کیا جائے گا۔ان کی رہنمائی کی جائے گی، انہیں بااختیار بنایا جائے گا اور انہیں سفری سہولیات، صحت، معیشت اور معاشرتی مراعات نیز پینشن وغیرہ بھی دی جائیں گی۔لیکن اصل صورت حال اس سے مختلف ہے۔میرے خیال میں اس اختلاف و تضاد کی وجہ حکومت اور اساتذہ کرام دونوں کا اپنے اپنے فرائض سے غافل ہونا ہے۔

اساتذہ کرام کو چاہیے کہ وہ اپنے وقار، عزت نفس، مقام و مرتبہ

اور وقعت وتوقیر میں اضافہ کریں۔ مادیت پرستی سے اجتناب کرتے ہوئے درس وتدریس کو اپنا شعار بنائیں۔ اسلاف کی زندگیوں سے راہنمائی حاصل کریں۔ اپنے شاگردوں کو حقیقی بچوں جتنا مقام دیں۔ ملکی وملی مفادات کا نہ صرف تحفظ کریں بلکہ بچوں کو بھی اس بات کی ترغیب دیں تا کہ وہ اچھے شہری بن سکیں۔ ان کی بہترین تربیت کریں۔ اپنی ملازمت کو بجائے نوکری کے، مقدس پیشہ کا درجہ دیں۔ اور اپنے فرائض سے آگاہی حاصل کریں۔

اسی طرح حکومت کو چاہیے کہ وہ اساتذہ کرام سے اضافی ذمہ داریوں کا بوجھ ختم کر دے مثلاً انسداد پولیو مہم، الیکشن اور مردم شماری میں اساتذہ کرام کی تقرری وغیرہ۔ ان کے ادب و آداب کا خیال رکھا جائے۔ ایسے قوانین کا اجراء نہ کیا جائے جس سے ان کی عزت نفس اور رعب و دبدبہ پر حرف آئے۔ بلکہ ان کے معاشی، معاشرتی اور ملی مقام کو بلند کرنے کے لیے باقاعدہ قانون سازی کی جائے۔ انہیں معاشی تفکرات و مسائل سے آزاد کر دیا جائے۔ ان کے بچوں اور دیگر اہل خانہ کو معاشرے میں بلند مقام عطا کیا جائے۔ صحت، ٹرانسپورٹ، حکومتی اداروں، پبلک مقامات اور دیگر جگہوں پر انہیں نمایاں مرتبہ عطا کیا جائے اور ان کا خیال رکھا جائے۔ گورنمنٹ سیکٹر کے ساتھ ساتھ پرائیویٹ سیکٹر کے اساتذہ کو بھی اپنی اولاد سمجھا جائے اور ان کے لیے بھی کچھ سہولیات فراہم کرنے کا بندو بست کیا جائے۔ خاص طور پر مذہبی معلمین کو بھی ریلیف دیا جائے اور انہیں بھی عصری تعلیم دینے والے اساتذہ کے ہم پلہ قرار دیا جائے۔ نیز پرائیویٹ اساتذہ کی تنخواہوں میں اضافے کے لیے بھی کوئی قانون سازی کی جائے۔ یادش بخیر جب ہمارے علم کا ڈنکا پورے عالم میں بجتا تھا اس وقت ایک ایک استاذ کی تنخواہ پانچ پانچ ہزار اشرفیاں ہوا کرتی تھی۔ اور بڑے اہل علم کو سونے چاندی میں تولا جاتا تھا۔

یونیسکو کے منشور میں درج ہے کہ:

اساتذہ کو تحفظ دینے اور کارکردگی کو مؤثر بنانے کے لیے پالیسی بنائی جائے گی، انہیں ایک قانونی ڈھانچہ فراہم کیا جائے گا۔ اہل اور شوقین لوگوں کو معلم بھرتی کیا جائے گا اور انہیں تعلیمی ساز وسامان بھی مہیا کیا جائے گا۔ انہیں تربیت فراہم کی جائے گی اور ان کے کیریئر کی ترقی کے لیے باضابطہ پروگرام تیار کیا جائے گا۔ ان کی رہنمائی کی جائے گی، انہیں بااختیار بنایا جائے گا اور انہیں سفری سہولیات، صحت، معیشت اور معاشرتی مراعات نیز پینشن وغیرہ بھی دی جائیں گی۔

اس کے علاوہ یونیسکو کے منشور کے مطابق اساتذہ کو تربیت فراہم کی جائے۔ کیوں کہ ایک استاذ خلّاقِ عالَم کی جانب سے انمول تحفہ ہے۔ یہ اخلاقی وتمدنی اور مذہبی و ثقافتی ترقی کی کلید ہوا کرتا ہے۔ ترقی کے سوتے اسی کے کرم سے پھوٹتے ہیں۔ ایک استاذ مینارہ نور اور روشنی کا چراغ ہوتا ہے۔ اور یہی وہ شخصیت ہے جو بیک وقت ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی نمائندگی بھی کرتا ہے۔ یاد رہے اگر ایک استاذ کی صحیح تربیت ہوگئی تو گویا پورے معاشرے کو سدھا لیا گیا، ورنہ ایک گمراہ "ٹریز" پوری قوم کی لٹیا ڈبو دیتا ہے۔

۞۞۞

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سابقہ اُمم کی نظر میں

بنت یامین سحر

جس طرح اصحاب رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مقام و مرتبہ قرآن حکیم میں بیان ہوا، اسی طرح سابقہ انبیاء کرام پہ نازل ہونے والی کتب میں بھی ان کی صفات بیان ہوئی ہیں، تاکہ ان کی قدر و منزلت تمام انسانوں پر عیاں ہوجائے۔ تاکہ پتا چل جائے کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کامل اطاعت کرے گا، اسے حق جل مجدہ دنیا و آخرت میں مقام رفیعہ سے نوازے گا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے تن من دھن سے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی فرمانبرداری کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر خیر سابقہ امم کی کتب میں بھی پہلے سے فرما دیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا٘ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۛۖۚ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۚ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ۠ (الفتح آیت 29)

”محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں، وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں (اور) آپس میں ایک دوسرے کے لیے رحم دل ہیں۔ تم انھیں دیکھو گے کہ کبھی رکوع میں ہیں، کبھی سجدے میں، (غرض) اللہ کے فضل اور خوشنودی کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کی علامتیں سجدے کے اثر سے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔ یہ ہیں ان کے وہ اوصاف جو تورات میں مذکور ہیں اور انجیل میں۔ ان کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک کھیتی ہو جس نے اپنی کونپل نکالی، پھر اس کو مضبوط کیا، پھر وہ موٹی ہوگئی، پھر اپنے تنے پر اس طرح سیدھی کھڑی ہوگئی کہ کاشتکار اس سے خوش ہوتے ہیں۔ تاکہ اللہ ان (کی اس ترقی) سے کافروں کا دل جلائے۔ یہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور انھوں نے نیک عمل کیے ہیں، اللہ نے ان سے مغفرت اور زبردست ثواب کا وعدہ کرلیا ہے۔“

دس ہزار قدسیوں کا ذکر خیر:

اگرچہ تورات میں بہت سی تبدیلیاں ہوچکی ہیں، لیکن بائبل کے جن صحیفوں کو آج کل یہودی اور عیسائی مذہب میں ”تورات“ کہا جاتا ہے، ان میں سے ایک ”استثناء 3،2:“ میں ایک عبارت ہے جس کے بارے میں یہ احتمال ہے کہ شاید قرآن کریم نے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہو۔ وہ عبارت یہ ہے:

”خداوند سینا سے آیا، شعیر سے ان پر آشکار ہوا اور کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا۔ اور وہ دس ہزار قدسیوں میں سے آیا۔ اس کے داہنے ہاتھ پر ان کے لیے آتشیں شریعت تھی۔ وہ بیشک قوموں سے محبت رکھتا ہے، اس کے سب مقدس لوگ تیرے ہاتھ میں ہیں، اور وہ تیرے قدموں میں بیٹھے ایک ایک تیری باتوں سے مستفیض ہوگا۔“ (استثناء 3،2:)

(دس ہزار قدسیوں والی عبارت انیسویں صدی کی ایک بائبل کی ہے۔ جدید

تحریف میں اسے ''لاکھوں قدسیوں'' سے بدل دیا گیا ہے۔)

واضح رہے کہ یہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کا آخری خطبہ ہے، جس میں یہ فرمایا جارہا ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی وحی کوہ سینا پر اتری، جس سے مراد تورات ہے، پھر کوہ شعیر پر اترے گی، جس سے مراد انجیل ہے، کیونکہ کوہ شعیر وہ پہاڑ ہے، جسے آج جبل الخلیل کہتے ہیں، اور حضرت عیسیٰؑ کی تبلیغ کا مرکز تھا۔ پھر فرمایا گیا ہے کہ تیسری وحی کوہ فاران پر اترے گی، جس سے مراد قرآن کریم ہے۔ کیونکہ فاران اس پہاڑ کا نام ہے جس پر غار حرا واقع ہے۔ اس میں حضور اقدس ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی۔ فتح مکہ کے موقع پر آنحضرت ﷺ کے صحابہ کی تعداد دس ہزار تھی، لہٰذا ''دس ہزار قدسیوں میں سے آیا'' ان صحابہ کی طرف اشارہ ہے۔

آتشیں شریعت:

نیز قرآن کریم فرماتا ہے کہ یہ صحابہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں۔ استثناء کی مذکورہ عبارت میں ہے:

''اس کے داہنے ہاتھ پر ان کے لیے آتشیں شریعت تھی۔''

قرآن کریم میں ہے کہ: ''وہ آپس میں ایک دوسرے کے لیے رحم دل ہیں۔'' اور استثناء کی مذکورہ عبارت میں ہے:

''وہ بے شک قوموں سے محبت رکھتا ہے۔''

اس لیے یہ بات دور از قیاس نہیں ہے کہ قرآن کریم نے اس عبارت کا حوالہ دیا ہو، اور وہ تبدیل ہوتے ہوتے موجودہ استثناء کی عبارت کی شکل میں رہ گئی ہو۔

''انجیل مرقس'' میں بالکل یہی تشبیہ ان الفاظ میں مذکور ہے۔

''خدا کی بادشاہی ایسی ہے جیسے کوئی آدمی زمین میں بیج ڈالے اور رات کو سوئے اور دن کو جاگے، اور وہ بیج اس طرح اُگے اور بڑھے کہ وہ نہ جانے زمین آپ سے آپ پھل لاتی ہے۔ پہلے پتی، پھر بالیں، پھر بالوں میں تیار دانے۔ پھر جب اناج پک چکا تو وہ فی الفور درانتی لگاتا ہے کیونکہ کاٹنے کا وقت آپہنچا۔'' (مرقس: 26 تا 29)

یہی تشبیہ انجیل لوقا: 18،19 اور انجیل متی: 31 میں بھی موجود ہے۔

سیدنا داؤد علیہ السلام کی وحی:

علامہ سیوطیؒ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو خوش خبری دی:

''اے داؤدؑ! تمہارے بعد ایک نبی آئے گا جس کا نام احمد اور محمد ہوگا جس سے میں کبھی ناراض نہ ہوں گا اور وہ کبھی میری نافرمانی نہیں کرے گا۔ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے''۔ (خصائص کبریٰ۔ جلد 1 صفحہ 29)

زبور شریف میں اُمتِ محمدیہ کی تعریف اللہ تعالیٰ اس انداز سے فرماتا ہے:

''ربّ تعالیٰ کی تازہ اور نو بنو تعریف کرو۔ اس ذاتِ اقدس کی حمد وثنا بجالاؤ جس کا مسکن صالحین کے قلوبِ منورہ ہیں۔ (بنی) اسرائیل کو اپنے خالق پر خوش ہونا چاہیے اور صیہون والے گھروں پر کیونکہ اس نے اپنے آخر الزماں پیغمبر کے لیے اُن کی امت کو چن لیا ہے اور اس کو خصوصی نصرت واعانت سے نوازا ہے اور ان کی بدولت صلحا واتقیا کو کرامت وعزت کے ساتھ مضبوط وتوانا کر دیا ہے۔ اس امت کے افراد اپنے مولا جل وعلیٰ کی حمد وثنا اپنی خوابگاہوں میں جاری رکھیں گے۔ بلند آوازوں (اذانوں) کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کریں گے۔ ان کے ہاتھوں میں دو دھاری تلواریں ہوں گی تاکہ وہ لوگ جو خالق ومالک کو بھول گئے ہیں اور اس کی عبادت نہیں کرتے، ایسے باغی امم واقوام کے ملوک کو قیود اور بیڑیوں میں جکڑیں اور ان کے امرا واشراف کے گلے میں طوق ڈالیں۔'' (امتِ محمدیہ پر جہاد کی فرضیت کی طرف اشارہ ہے)۔

امت محمدیہ ﷺ کی صفات:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے سابقہ بنی اسرائیلی عالم حضرت کعب سے فرمایا کہ ''مجھے (سابقہ کتب سے) حضور ﷺ اور آپ کی اُمت کی صفات بتائیں۔'' انھوں نے فرمایا:

''میں اللہ تعالیٰ کی کتاب (تورات) میں اُن کی یہ صفات پاتا ہوں کہ احمد ﷺ اور ان کی اُمت اللہ کی خوب تعریف کرنے والے ہیں، اچھے

بُرے ہر حال میں الحمدللہ کہیں گے، اور چڑھائی پر چڑھتے ہوئے اللہ اکبر کہیں گے، اور نیچائی پر اُترتے ہوئے سبحان اللہ کہیں گے، اُن کی اذان آسمانی فضا میں گونجے گی، وہ نماز میں ایسی دھیمی آواز سے اپنے رب سے ہم کلام ہوں گے جیسے چٹان پر شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے، اور فرشتوں کی صفوں کی طرح اُن کی نماز میں صفیں ہوں گی، اور نماز کی صفوں کی طرح اُن کی میدانِ جنگ میں صفیں ہوں گی، اور وہ جب اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے چلیں گے تو مضبوط نیزے لے کر فرشتے اُن کے آگے اور پیچھے ہوں گے، اور جب وہ اللہ کے راستہ میں صف بنا کر کھڑے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اُن پر ایسے سایہ کیے ہوں گے (حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتلایا) جیسے کہ گدھ اپنے گھونسلے پر سایہ کرتے ہیں، اور میدانِ جنگ سے یہ لوگ کبھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔"

حضرت کعب سے اسی جیسی ایک اور روایت بھی منقول ہے، جس کا مضمون یہ ہے کہ: "اُن کی اُمت اللہ کی خوب تعریف کرنے والی ہوگی، ہر حال میں الحمدللہ کہیں گے، اور ہر چڑھائی پر چڑھتے ہوئے اللہ اکبر کہیں گے، (اپنی نمازوں کے اوقات کے لیے) سورج کا خیال رکھیں گے، اور پانچوں نمازیں اپنے وقت پر پڑھیں گے اگرچہ کوڑے کرکٹ والی جگہ پر ہوں، میانِ کمر پر لنگی باندھیں گے، اور وضو میں اپنے اعضا کو دھوئیں گے۔" (حیات صحابہ)

کتب سابقہ میں حضرت ابوبکر صدیق کی شان:

ابن عساکر، ربیع بن انس سے روایت کرتے ہیں کہ "سابقہ امم کی کتب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مثال قطرۂ آب باراں سے دی گئی ہے کہ جہاں گرتا ہے نفع دیتا ہے۔" ربیع بن انس، ابن عساکر سے روایت کرتے ہیں کہ "ہم نے انبیاء سابقہ کے صحابہ میں جو طائرانہ نظر سے دیکھا، ہم نے کوئی نبی ایسا نہیں پایا کہ جس کا ایک بھی صحابی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسا ہو"۔ زہری نے کہا ہے کہ "حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے اللہ کے بارے میں کبھی شک وشبہ نہیں کیا۔" (ابن عساکر) زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ "میں نے بعض اہل علم سے سنا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے خطیب حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔ ابو حصین سے روایت ہے کہ "حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں انبیاء و مرسلین کے بعد کوئی شخص حضرت ابوبکر صدیق نے سے افضل نہیں ہوا بلکہ حضور نبی کریم کی وفات کے بعد مرتدوں پر فوج کشی کرنے میں آپ نے (اجتہاد سے کام لیتے ہوئے) ایک نبی کا سا فعل کیا ہے۔" (تاریخ الخلفاء)

کتب سابقہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ و حضرت عثمان کا ذکر:

طبرانی نے عمیر بن ربیعہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کعب احبار رضی اللہ عنہ سے پوچھا: "تم نے پچھلے صحائف میں میرا ذکر کس طرح دیکھا ہے؟" انھوں نے جواب دیا "ہاں! آپ کے متعلق لکھا ہے کہ "آپ قرنا من حدید (فولاد کی تلوار یا لوہے کا پہاڑ) ہوں گے۔" آپ نے فرمایا: "اچھا اس کا کیا مطلب ہے؟" انھوں نے کہا: "ایک ایسے طاقتور حاکم کہ خدا کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہ کریں گے۔" آپ نے فرمایا "پھر کیا لکھا ہے؟" انھوں نے کہا کہ "آپ کے بعد جو خلیفہ ہوں گے، ان کو تمام جماعت شہید کر ڈالے گی۔" آپ نے فرمایا "پھر کیا لکھا ہے؟" کہا: "پھر فتنہ وفساد پھیل جائے گا۔" (تاریخ الخلفاء ص ۴۸)

سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ:

سورۃ الفتح کی آیت جس کا ماقبل میں تذکرہ ہوا، میں موجود تراھم رکعا سجدا ... الخ کے بارے میں مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ اس سے مراد سیدنا علی المرتضی ہیں۔ چوں کہ اس کے متصل بعد ہے کہ ذالك مثلهم فى التورة و مثلهم فى الانجيل۔ چنانچہ قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ کی رو سے سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ سابقہ کتب یعنی تورات وانجیل میں ملتا ہے۔

تو پھر میں کیوں نہ کہوں کہ میرے اصحاب جیسا پوری دنیا میں کوئی نہیں! نہ پیدا ہوا اور نہ ہی ہوگا۔ اولئك آبائى فجئنى بمثلهم۔

تہذیبی کشمکش اور ہم

محمد سعد سعدی

اسلام سے قبل جہاں اعتقادی اور عملی جہالت موجود تھی وہاں تہذیبی جہالت بھی بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔اسی تہذیبی جہالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے ڈاکٹر غلام جیلانی برق تحریر کرتے ہیں:

”قرونِ وسطیٰ میں یورپ وحشت، سربریت اور جہالت میں ڈوبا ہوا تھا۔لوگ گارے اور گھاس کی جھونپڑوں میں رہتے، پتے کھاتے اور کھالیں پہنتے تھے۔ان کی گلیاں غلیظ، جابجا گندے جوہڑ اور کوڑے کے ڈھیر،سڑک سے محرومی اور ہر طرف بے راہ جنگل تھے، جن میں ڈاکوؤں اور آدم خوروں کا بسیرا تھا۔سیاست،حکومت،تمدن ،تہذیب اور علوم وفنون کا کوئی تصور موجود نہ تھا۔“

اسلام جب کرہ ارض پر وجود میں آیا تو جہاں اس نے اعتقادی،عملی میدانوں میں ایک انقلاب برپا کیا وہیں انسانیت کو رہن سہن کے طور طریقوں سے متعارف کرایا،معاشرتی اقدار وثقافت کی ایسی روایات دنیا کے سامنے پیش کی جو تمام انسانیت کے لئے یکساں موزوں اور مفید ہیں، بلاتفریق مرد وزن علوم وعرفان سے آراستہ کیا اور خیر سگالی کا وہ جذبہ پیش کیا کہ جس کہ مثال پیش کرنے سے دنیا قاصر ہے۔چند عرصے میں ہی اس معاشرے میں امن وسکون قائم کیا جہاں معمولی باتوں پر سینکڑوں سال لڑائیاں جاری رہتی تھیں۔وحدت،اخوت، امن وسلامتی،عزت واحترام، شرم وحیا اس تہذیب کی نمایاں خصوصیات تھیں۔

دوسری طرف مغربی تہذیب ہے،جس کی بنیاد حرص وہوس اور مادیت پر رکھی گئی ہے۔اس تہذیب کا بنیادی مقصد افراد کے حقوق کا تحفظ اور انہیں اپنی رائے کی آزادی دلانا تھا۔افراد کے حقوق کے نام پر ہر ایک انسان کو آزادی دے دی گئی کہ وہ جس کو چاہے طعن وتشنیع کا نشانہ بنائے اور جس مقدس ہستی پر چاہے زبان دراز کرے۔مساوات کی آڑ میں عورت کو گھر کی چار دیواری سے نکال دیا گیا اور مارکیٹوں، بازاروں، چوکوں اور چوراہوں کی زینت بنا دیا گیا بلکہ ستم ظریفی یہ کہ اپنے کاروبار چمکانے کے لئے اس کو ایک پروڈکٹ بنا دیا گیا،اس کی عزت کا جنازہ نکال کر اپنے کاروبار کی تشہیر کی گئی۔

اس وقت اگر اقوام عالم کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوتی ہے کہ اب ہر طرف تہذیبی جنگ جاری ہے اور پوری کفر اس

اسلام جب کرہ ارض پر وجود میں آیا تو جہاں اس نے اعتقادی، عملی میدانوں میں ایک انقلاب برپا کیا وہیں انسانیت کو رہن سہن کے طور طریقوں سے متعارف کرایا،معاشرتی اقدار وثقافت کی ایسی روایات دنیا کے سامنے پیش کی جو تمام انسانیت کے لئے یکساں موزوں اور مفید ہیں، بلاتفریق مرد وزن علوم وعرفان سے آراستہ کیا اور خیر سگالی کا وہ جذبہ پیش کیا کہ جس کہ مثال پیش کرنے سے دنیا قاصر ہے۔چند عرصے میں ہی اس معاشرے میں امن و سکون قائم کیا جہاں معمولی باتوں پر سینکڑوں سال لڑائیاں جاری رہتی تھیں۔وحدت،اخوت، امن وسلامتی،عزت واحترام،شرم وحیا اس تہذیب کی نمایاں خصوصیات تھیں۔

بات کا زور لگا رہا ہے کہ وہ اپنی تہذیب تمام اقوام پر مسلط کردے۔ جس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اگر اسلامی تہذیب کو حقیقی معنوں میں اجاگر کر دیا گیا اور افادیت کو ثابت کر دیا گیا تو مغربی تہذیب کا کھوکھلا پن پوری دنیا کے سامنے عیاں ہو جائے گا اور دنیا اسلامی تہذیب کی طرف مائل ہو جائے گی۔

آئے روز حجاب پر پابندی کے مختلف ممالک میں واقعات اس بات کی غمازی نہیں کر رہے کہ کفر اب اسلامی تہذیب اور شناخت کو مٹانا چاہتا ہے اور فرد کی آزادی کا نعرہ لگانے والے قوموں کی خودمختاری کو مسلسل مسل کر رہے ہیں اور تمام اقوام پر اپنی تہذیب مسلط کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

بحیثیت مسلمان اس بات پر تو ہمارا ایمان ہے کہ اسلام تمام مذاہب پر غالب آ کر ہی رہے گا اور جب اسلام کا غلبہ ہوگا تو لازمی بات ہے کہ اسلامی تہذیب کا بھی غلبہ ہوگا۔ فکر کی بات یہ ہے کہ جس تسلسل کے ساتھ ہم مغرب کی اندھی تقلید کر رہے ہیں اور مغرب سے آنے والے ہر سفید و سیاہ کو قبول کر رہے ہیں، کیا ہم نے عملاً اسلامی تہذیب سے دستبرداری کا اعلان تو نہیں کر دیا؟ اس تناظر میں ہم اپنا جائزہ لیں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں؟ ہماری ذمہ داری کیا ہے؟ اور ہم کس حد تک اپنی ذمہ داری ادا کر رہے ہیں؟

قومیں تب تک باقی رہتی ہیں جب تک وہ اپنی شناخت کو باقی رکھیں اور اپنی تہذیب و ثقافت اور طور طریقہ زندہ رکھیں، اور اپنی تہذیب و ثقافت کو باقی رکھنا اور اس کے بقا کی جنگ لڑنا درحقیقت زندہ قوموں کی ہی نشانی ہے۔ اگر ہم نے اسلامی تہذیب کی افادیت کو نوجوان نسل کے سامنے اجاگر نہ کیا مغربی تہذیب کی خرابیوں، نقصانات اور کھوکھلے پن کو عیاں نہ کیا تو کوئی بعید نہیں کہ یہی نسل مغربی تہذیب کو دلدادہ ہو کر رہ جائے اور اسی کو آئیڈیل اور مشعل راہ سمجھے۔ اس لئے ہمیں اس مسئلہ میں سنجیدگی سے غور کرنا ہوگا اور تہذیبی جنگ میں اپنا کردار ادا کرنا ہوگا، جس کا آغاز ہمیں اپنے گھر سے کرنا ہوگا، وگرنہ اس نسل کی بے راہ روی کے گناہ میں بری الذمہ نہیں ہوں گے۔

❁❁❁

ہم صحابہ رضی اللہ عنہم کے غلام

عبدالوہاب سحر قاسمی

دبدبہ ہرسو ہمارا ، ہم صحابہ کے غلام
ہر صحابی ہم کو پیارا ، ہم صحابہ کے غلام
رونْد ڈالی ہے جنہوں نے قوتِ ایماں کے بل
سطوتِ کسریٰ و دارا ، ہم صحابہ کے غلام
ظلمتِ لیلِ دہر میں میرے آقا ہیں قمر
ہر صحابی اک ستارا، ہم صحابہ کے غلام
جن کے حسنِ خلق سے اسلام پھیلا کو بہ کو
عدل کا تھے استعارہ، ہم صحابہ کے غلام
جاں ہتھیلی پر لیے نکلے وہ بہرِ "جاهدوا"
تھے شجاعت کا منارہ، ہم صحابہ کے غلام
سرورِ عالم معلّم اور وہ طلّاب ہیں
کیسا دلکش ہے نظارا، ہم صحابہ کے غلام
جان و تن اپنا لٹایا ، جب بھی آقا نے کِیا
جاں نثاروں کو اشارہ، ہم صحابہ کے غلام
ان کی عظمت پر تبرّا ، اور ہم زندہ رہیں؟
کر نہیں سکتے گوارا ہم صحابہ کے غلام
کیا اخوت تھی کہ سب نے جان دے دی پیاس میں
کیا عجب تھا بھائی چارہ، ہم صحابہ کے غلام
محفلِ صدق و وفا میں جب کبھی نعرہ لگا
ہر نفس دل سے پکارا، ہم صحابہ کے غلام
ان کی عظمت پر سحرؔ تُو جان و مال و دل جگر
کر فدا سارے کا سارا، ہم صحابہ کے غلام

❁❁❁

کامیابی اور ذمہ داری

دانیال حسن چغتائی، دی بیسٹ کالج کہروڑپکا

آپ کی زندگی جس ڈگر پر چل رہی ہے یا جیسی بھی ہے وہ آپ کی پیدا کردہ ہے۔ آپ کی موجودہ زندگی آپ کے ماضی کے خیالات (Thoughts) اور عمل کا نتیجہ ہے۔ آپ کے خیالات اور احساسات آپ کے کنٹرول میں ہیں۔ آپ جو کچھ سوچتے اور کرتے ہیں اس کے انچارج اور ذمہ دار آپ خود ہیں۔ کامیاب اور ناکام لوگوں میں بنیادی فرق یہ ہوتا ہے کہ کامیاب فرد اپنے ہر عمل اور نتیجے (Result) کی ذمہ داری قبول کرتا ہے۔ وہ اپنی کامیابی اور ناکامی کی 100 فی صد ذمہ داری قبول کرتا ہے۔ ذمہ داری قبول کرنا کامیابی کی خشت اول ہے۔ سوچیں، اگر آپ موجودہ خراب حالات پیدا کر سکتے ہیں تو نئے اور اچھے حالات بھی پیدا کر سکتے ہیں۔ ناکام لوگ ذمہ داری قبول نہیں کرتے۔ وہ اپنی ناکامی کا الزام دوسروں کے سر تھوپتے ہیں۔ دوسروں کو الزام دینے والا اور بہانے بنانے والا کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ آپ کو اپنی زندگی میں تین چیزوں پر مکمل کنٹرول ہے۔ خیالات، تصورات اور عمل و کردار (Action)۔ آپ ان تینوں کو استعمال کر کے اپنی زندگی کو سنوار رہے ہیں یا بگاڑ رہے ہیں۔ ایک تحقیق کے مطابق ناکام لوگوں میں 99 فی صد وہ لوگ ہوتے ہیں جو ذمہ داری قبول نہیں کرتے بلکہ اپنی ناکامی کا ذمہ دار دوسرے لوگوں کو قرار دیتے ہیں۔ دوسری تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ 94 فی صد ناکامیاں ان لوگوں کی وجہ سے ہوتی ہیں جو بہانے بناتے ہیں۔ لہذا اگر آپ کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو کسی کو الزام نہ دیں۔ یہ صرف آپ کے قیمتی وقت کا ضیاع ہے۔ آپ دوسروں کو جتنا بھی چاہیں الزام دیں اس سے آپ کی زندگی نہیں بدلے گی۔

اگر آپ کو اپنے موجودہ حالات پسند نہیں تو الزام تراشی کی بجائے ان کو بدلنے کی کوشش کریں۔ حالات کو بدلنے کے لیے اپنے آپ کو بدلیں۔ اگر آپ حالات کو بہتر بنانا چاہتے ہیں تو اپنے آپ کو بہتر بنائیں۔ اس وقت تک آپ کے حالات نہیں بدلیں گے جب تک آپ اپنے آپ کو نہیں بدلیں گے، ذمہ داری قبول نہیں کریں گے۔ ایک لمحے کے لیے سوچیں کہ آپ اس وقت کہاں کھڑے ہیں۔ کس حال میں ہیں۔ کامیاب ہیں یا ناکام۔ خوشحال ہیں یا مفلوک الحال۔ خوش ہیں یا ناخوش۔ امیر ہیں یا غریب۔ آپ جس حال میں بھی ہیں اس کا ذمے دار کون ہے؟ اس کے ذمہ دار صرف اور صرف آپ خود ہیں۔

کامیاب لوگ اپنے حالات کی 100 فی صد ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔ انھیں یقین ہوتا ہے کہ وہ جو کچھ ہیں، جس حال میں ہیں، اس کے ذمہ دار وہ خود ہی ہیں۔ انہیں علم ہوتا ہے کہ وہ خود ہی اپنی تقدیر اور قسمت کے مالک ہیں۔ کوئی ان کے حالات نہیں بدلے گا۔ انھیں خود اپنے حالات بدلنے ہوں گے۔ دوسری طرف ناکام لوگ اپنی ناکامیوں اور غربت کا ذمے دار دوسرے لوگوں کو ٹھہراتے ہیں۔ ناکام لوگ ذمے داری قبول کرنے کی بجائے بہانے بناتے ہیں۔

اگر آپ کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو اپنی ناکامی کے لیے

کسی دوسرے کو الزام نہ دیں، کوئی بہانہ نہ بنائیں، بلکہ کامیاب لوگوں کی طرح 100 فی صد ذمہ داری قبول کریں کہ آپ جو کچھ تھے یا ہیں یا ہوں گے، اس کے ذمہ دار صرف آپ ہی ہیں۔ جب آپ ذمہ داری قبول کر لیتے ہیں تو آپ اپنے حوالے سے مثبت اور اچھا محسوس کرتے ہیں۔ آپ کی ذہنی کیفیت بدل جاتی ہے اور پھر آپ ان خراب حالات سے نکلنے کے بارے میں سوچتے ہیں۔ اللہ نے آپ کو بے پناہ صلاحیتیں دی ہیں۔ کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ آپ اپنی ان صلاحیتوں کو بھرپور انداز سے استعمال کریں۔ ظاہر ہے کہ کوئی دوسرا آپ کی صلاحیتوں کو استعمال نہیں کر سکتا۔ ان صلاحیتوں کو صرف ایک ہی فرد استعمال کر سکتا ہے اور وہ آپ خود ہیں۔

انسان صرف زندگی بسر نہیں کرتا، بلکہ وہ یہ بھی طے کرتا ہے کہ اس کی زندگی کیسی ہوگی، خوشحال اور کامیاب یا بدحال اور ناکام۔ زندگی ویسی بنے گی جیسی آپ بنائیں گے۔ آپ کے پاس انتخاب کا موقع ہے۔ زندگی چانس نہیں بلکہ انتخاب (Choice) ہے۔ اب آپ نے خود انتخاب کرنا ہے کہ آپ کی زندگی کیسی ہوگی، خوشگوار یا ناخوشگوار، کامیاب یا ناکام۔ انسان جو چاہے کر سکتا ہے۔ آپ زیادہ تر جیسا سوچتے ہیں ویسے ہی بن جاتے ہیں۔ یہ فیصلہ آپ نے کرنا ہے کہ آپ کیا سوچیں۔ یہ سوچ آپ کے کنٹرول میں ہے۔ اس لیے آپ ہی اپنی تقدیر کے مالک ہیں۔ آپ نے اپنی دنیا خود بدلنی ہے، کوئی دوسرا آپ کے حالات نہیں بدلے گا۔ یہ درست ہے کہ آپ اپنے ماضی کو نہیں بدل سکتے، کوئی بھی نہیں بدل سکتا۔ مگر آپ اپنے مستقبل کو ضرور بدل سکتے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی زندگی بدلے تو پہلے اپنے آپ کو بدلیں، ذمے داری قبول کریں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ چیزیں بہتر ہوں تو پہلے اپنے آپ کو بہتر کریں۔ اپنے آپ کو بدلنے کے لیے کچھ کریں۔ پہلے سے مختلف کریں، دنیا میں اس سے بڑا پاگل پن کوئی نہیں کہ انسان وہی کچھ کرے جو کرتا آرہا ہے مگر توقع مختلف نتائج کی کرے۔ اگر آپ وہی کچھ کریں گے جو اب تک کرتے آئے ہیں، تو آپ کو وہی کچھ ملے گا جو اب تک ملتا آیا ہے۔

کامیابی کا پہلا اصول یہ ہے کہ اپنے حالات کی ذمے داری قبول کیجیے۔ پھر اسے بدلنے کے لیے بھرپور کوشش کیجیے۔

> زندگی چانس نہیں بلکہ انتخاب (Choice) ہے۔ جب آپ ذمے داری قبول کر لیتے ہیں تو آپ کی نفسیاتی کیفیت بدل جاتی ہے۔ آپ کی سوچ اور کردار بدل جاتا ہے۔ پھر آپ اپنے ناپسندیدہ حالات کو بدلنے کا سوچتے ہیں اور سوچوں کو حقیقت کا روپ دینے کے لیے عملی اقدامات اٹھاتے ہیں اور آخر کار کامیاب ہو جاتے ہیں۔

کامیابی خود بخود حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کے حصول کے لیے کچھ کیا جاتا ہے۔ کامیابی کے خود تک پہنچنے کا انتظار نہ کریں بلکہ اسے ڈھونڈیں اور تلاش کریں۔ جو کوشش کرتا ہے وہ ضرور حاصل کر لیتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ ہر شخص کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔ گذشتہ صدی کی اہم ترین دریافت یہ ہے کہ ہمارے حالات بدل گئے ہیں۔

جب آپ ذمے داری قبول کر لیتے ہیں تو آپ کی نفسیاتی کیفیت بدل جاتی ہے۔ آپ کی سوچ اور کردار بدل جاتا ہے۔ پھر آپ اپنے ناپسندیدہ حالات کو بدلنے کا سوچتے ہیں اور سوچوں کو حقیقت کا روپ دینے کے لیے عملی اقدامات اٹھاتے ہیں اور آخر کار کامیاب ہو جاتے ہیں۔

❁❁❁

اور کارواں بنتا گیا

اجلاس کا مقصد:

مسلم سٹوڈنٹس ارگنائزیشن پشاور کے زیر اہتمام آل سٹوڈنٹ آرگنائزیشن و یوتھ لیڈر شپ مشاورتی اجلاس کا انعقاد پشاور پریس کلب میں 3 اگست بروز جمعرات ہوا۔ اجلاس کے مہمان خصوصی ناظم اعلی مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان برادر سردار مظہر تھے۔ اسکا انعقاد کرنا چند مقاصد کے لئے تھا:

1 تحریک حرمت قرآن

2 طلبہ یونین بحالی

3 سانحہ اسلامی یونیورسٹی آف بہاولپور

4 تعلیمی اداروں میں منشیات اور بے حیائی کی روک تھام۔

اجلاس میں مندرجہ ذیل طلبہ/ یوتھ تنظیمات نے شرکت کی۔

- ✓ مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن، برادر سردار مظہر
- ✓ مسلم طلبہ محاذ، برادر بلال ربانی
- ✓ اسلامی جمعیت طلبہ، بردار اسفند یار
- ✓ جمعیت طلباء اسلام ف، برادر صادق جان
- ✓ جمعیت طلباء اسلام س، برادر محمد اسامہ
- ✓ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن، برادر سعید مهمند
- ✓ خلیل سٹوڈنٹس آرگنائزیشن، بردار عبداللہ خلیل
- ✓ ریفارم سٹوڈنٹس فیڈریشن، برادر فرھاد علی
- ✓ فیڈرل یوتھ پارلیمنٹ، برادر محمد جواد زمان
- ✓ پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن، برادر شاھد خان
- ✓ یوتھ لیڈر کے پی کے، برادر ایمل صابر شاہ
- ✓ ھم قدم یوتھ پاکستان، برادر امین خان مهمند
- ✓ ناموس صحابہ سٹوڈنٹس ایکشن کمیٹی، برادر ابوذر درویش
- ✓ پاکستان زمہ دار شہری، برادر محمد عمر

سب برادر طلبہ تنظیمات کے قائدین نے یگانگت اور اتحاد پر زور دیکر طلبہ مسائل کو حل کرنے میں اسکو ضروری سمجھا۔ طلبہ یونین بحالی پر ایم ایس او کے کردار کو سراہا گیا

فلسفہ شہادت طلبہ سیمینار لاہور

ایم ایس او لاہور کے زیر اہتمام شہدائے محرم الحرام اور شہدائے آزادی پاکستان کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے 12 اگست بروز ہفتہ شام 06 بجے نشتر کالونی عمر بینکوئٹ میں "فلسفہ شہادت طلبہ سیمینار" کا انعقاد کیا گیا۔ سیمینار میں مرکزی ناظم اعلیٰ ایم ایس او پاکستان برادر سردار مظہر، مشیر وزیر اعظم پاکستان شبیر احمد عثمانی، مرکزی تربیتی امور ایم ایس او پاکستان عبدالرؤف چوہدری، ناظم عمومی شمالی پنجاب عمیر احمد مکی، ناظم ضلع عبدالماجد اور دیگر سیاسی، مذہبی اور سماجی شخصیات نے خطاب کیا۔ اور شہداء اسلام و شہداء پاکستان کی قربانیوں کو سلام عقیدت پیش کیا گیا۔

یوم آزادی پاکستان:

14 اگست یوم آزادی پاکستان کو مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان نے Love Pakistan کے نام سے منایا۔ ملک بھر میں موٹر سائیکل طلبہ ریلیاں نکالی گئیں اور پرچم کشائی کی تقریبات کا انعقاد کیا گیا۔ جن میں ضلع لاہور، گجرانوالہ، نارووال، چیچہ وطنی، راجن پور، رحیم یار خان، میر پور خاص، سکھر اور نوشہرو فیروز سرفہرست ہیں۔

استحکام پاکستان طلبہ سیمینار

ایم ایس او ٹوبہ ٹیک سنگھ کے زیر اہتمام 14 اگست یوم آزادی کی مناسبت سے استحکام پاکستان طلبہ سیمینار کا انعقاد پریس کلب ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کیا گیا۔ سیمینار سے مرکزی ناظم تربیتی امور عبدالرؤف، ناظم عمومی جنوبی پنجاب عبدالحنان، ناظم مالیات جنوبی پنجاب عمر فاروق اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات نے خطاب کیا۔ سیمینار کے آخر میں ضلعی سطح پر ہونے والے محبت اہل بیت کے شرکاء کو اور ڈگری مکمل کرنے والے عصری طلبہ کو اسناد دی گئیں۔

کرکٹ ٹورنامنٹ چیچہ وطنی:

ایم ایس او لیگ چیچہ وطنی کے زیر اہتمام 15 روزہ سیزن تھری ٹورنامنٹ کرایا گیا۔ ٹورنامنٹ میں تقریباً 08 ٹیموں نے حصہ لیا۔ جن میں سے دو ٹیمیں یونائٹڈ 313 اور لیجنڈ سی سی فائنل میں پہنچیں۔ ان دونوں ٹیمیں کے مابین معرکہ 14 اگست یوم آزادی کے دن ہوا۔ جس میں لیجنڈ سی سی نے میدان مار کر پہلا انعام ٹرافی اور 4000 روپے اپنے نام کر لیا۔ جبکہ دوسرے نمبر پر آنے والی ٹیم کو بھی ٹرافی اور 3000 ہزار انعام سے نوازا گیا۔ فائنل کے مہمان خصوصی ناظم تربیتی امور برادر عبدالرؤف چوہدری، ناظم اطلاعات پنجاب برادر عمر سلطان اور ناظم چیچہ وطنی برادر عبدالرحمن تھے۔ فائنل کے اختتام پر مرکزی ناظم تربیتی امور برادر عبدالرؤف نے تمام ٹیموں اور ناظرین سے گفتگو کی اور ایم ایس او کا تعارف کرایا اور ان کو ایم ایس او میں کام کرنے کی دعوت دی۔

ایمان اور حیا

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا: ایمان اور حیاء آپس میں ملے ہوئے ہیں جب ان میں سے ایک اٹھتا ہے تو دوسرا از خود اٹھ جاتا ہے۔ (مصنّف ابن ابی شیبۃ، کتاب الادب، ماذکر فی الحیاء۔۔ برقم: 312/5،05352)

عصر حاضر میں ہمارے معاشرے میں بھی اس جاہلانہ تہوار اور مغربی تہذیب و تمدن اور کلچر کی یلغار نے فحاشی و عریانی کے چال چلن کو عام کر دیا۔

اقبال نے کیا خوب فرمایا تھا کہ

حیا نہیں ہے زمانے کی آنکھ میں باقی
خدا کرے کہ جوانی تیری رہے بے داغ

خدمات شیخ ارشاد سیمینار:

ایم ایس او خانیوال کے زیر اہتمام شیخ الحدیث استاذ العلماء مولانا ارشاد احمد مہتمم و شیخ الحدیث دار العلوم کبیر والا کی دینی و ملی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے 17 اگست بروز جمعرات سٹی پیراڈائز مارکی کبیر والا میں "خدمات شیخ ارشاد سیمینار" کا انعقاد کیا گیا۔ سیمینار میں مولانا ارشاد احمد کے چھوٹے صاحب زادے قاری صہیب ارشاد صاحب نے بطور خاص شرکت کی اور ان کے علاوہ دار العلوم کے کثیر اساتذہ کرام نے بھی شرکت فرمائی۔ سیمینار میں ناظم اعلیٰ ایم ایس او پاکستان سردار مظہر، مفکر اسلام مولانا زاہد الراشدی، مولانا عطاء اللہ شاہ ثالث، مفتی خالد محمود ازہر، مفتی جاوید اختر فاروقی، ناظم ساؤتھ پنجاب علی حیدر، بیرسٹر اصغر حیات ہراج، رانا عرفان امیدوار پی پی 204 اور علاقے کی مذہبی، سیاسی اور سماجی شخصیات نے مولانا ارشاد احمد رحمہ اللہ کی خدمات کو سراہا اور خراج تحسین پیش کیا۔